مرکز البحوث الاسلامیہ میں فسق یزید پہ جاری بحث کی

# تفصیلی روئیداد اور اس کا تجزیہ


بقلم:

مفتی شکیل منصور القاسمی

# مرکز البحوث الاسلامیۃ میں فسق یزید پہ جاری بحث کی تفصیلی روئیداد اور اس کا تجزیہ

بقلم: مفتی شکیل منصور القاسمی

---

ماہ محرم آتے ہی چند سالوں سے ہمارے واٹس ایپ حلقے "مرکز البحوث" میں فسق یزید پہ خواہی نخواہی بحثوں کا طویل سلسلہ چل پڑتا ہے، کئی سال سے یہ معمول چلا آرہا ہے، لیکن بحث بغیر نتیجہ وفیصلہ ہی ختم ہوجاتی تھی، سال رواں بھی یہ بحث ایک فاضل رکن کی ایک مشترک تحریر کے باعث حلقے میں دبے پاؤں در آئی، پھر کیا تھا؟ فضلائے حلقہ کی طرف سے اس بابت علمی تحقیق، تعلیق، تبصرے وتجزیئے کی گہر افشانی شروع ہوگئی۔

ایک طرف فاضل نوجواں ابوحنظلہ مولانا عبدالاحد صاحب قاسمی زید مجدہ تھے جن کا موقف تھا کہ فسق یزید پہ علماء متقدمین ومتاخرین کا اجماع واتفاق ہے، اس ذیل میں انہوں نے حضرت الاستاذ مفتی حبیب الرحمن صاحب خیرآبادی مدظلہ العالی کی کتاب "محرم" کے جواب میں مولانا نسیم احمد صاحب غازی بجنوری رحمہ اللہ کی تالیف کردہ کتاب کے حوالے سے بعض اقتباسات پیش کئے تھے جس میں غازی صاحب نے حضرت الاستاذ کو اپنی کتاب کے بعض مندرجات کے باعث اہل سنت والجماعت سے خارج قرار دیا تھا، غازی صاحب کی کتاب چونکہ رد میں لکھی گئی ہے اس لئے اس کا لب ولہجہ اور اسلوب حد سے زیادہ ہی جارحانہ بلکہ بعض مواقع پہ تنقیص آمیز محسوس ہوتا ہے۔

دوسری طرف مولانا وڈاکٹر مفتی عبیداللہ صاحب قاسمی زید مجدہ اور مولانا عبدالعلیم اعظمی قاسمی وغیرہم کا خیال تھا کہ فسق یزید مجمع علیہ نہیں ہے، اور تفسیق یزید کا معاملہ عقائد اہل سنت

کے لوازمات وواجبات میں سے نہیں ہے۔یعنی فسق یزید کی تردید کرنے والے حضرات بھی اہل سنت والجماعت کہلائیں گے۔انہی دو بنیادی نکتوں پہ بات چلتی رہی۔

خلاف معمول اس مرتبہ یہ طے کیا گیا کہ بحث بے نتیجہ نہ چھوڑی جائے،طرفین سے اپنا اپنا مدعا مدلل ومبرہن پیش کرنے کی گزارش کی گئی۔پھر تکمیل بحث کے بعد حکم دلائل وبرائین کی روشنی میں اپنا فیصلہ قلمبند کرکے حلقے میں مشترک کریں گے۔

مولانا عبدالاحد صاحب کا دعوی ہے کہ فسق یزید اہلسنت کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے۔جس پر انھوں نے اسی (80) سے متجاوز محدثین ومورخین کے اقوال یکے بعد دیگرے پیش کردیئے، جو فرداً فرداً فسق کے قائل ہیں، ان کی پیش کردہ بعض عبارات اس طرح کی بھی ہیں جن میں فسق یزید کو اتفاقی واجماعی بھی کہا گیا ہے۔وہیں اکابر دیوبند کے ان گنت اقوال بھی پیش کئے ہیں جن میں یزید کو فاسق بلا ریب کی تصریح موجود ہے۔یوں وہ فسق یزید کو متقدمین ومتاخرین اور اپنے اکابر کے اقوال کی روشنی میں اتفاقی ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی.ان کا دعویٰ تھا کہ فسقِ یزید پر اہلسنت کا اتفاق ہے۔نیز پوری جماعت میں کسی ایک آدھ کے اختلاف کرنے سے مسئلہ اختلافی نہیں بن جاتا ورنہ کوئی بھی مسئلہ اجماعی نہیں رہے گا۔

## اجماع کے ثبوت کے دو طریقے ہیں:

1: پہلا یہ کہ علماء اہلسنت کا جم غفیر قرناً بعد قرنٍ کسی مسئلہ میں ایک ہی رائے کو مسلسل نقل کرتا رہے۔

2: دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اہلسنت کے علماء محققین کی ایک جماعت کسی مسئلہ پر اجماع و اتفاق کا دعویٰ کرے۔

انہوں نے دونوں طریق سے فسقِ یزید پر اجماع واتفاق ثابت کرنے کی سعی کی۔

پہلے انہوں نے اہلسنت کے 56 متقدمین ومتاخرین محدثین کی فسقِ یزید پر صاف

ستھری عبارات نقل کی۔

پھر ابن خلدون، ابن حجر مکی، محمد بن علی الصبان، شاہ ولی اللہ، علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ یوسف بنوری، وغیرہ تقریباً 15 محققین علماء کی ایسی عبارات نقل کیں جن میں فسقِ یزید پر اہلسنت کے اتفاق، ایک آدھ میں اجماع کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

ان کا خیال ہے کہ کسی بھی مسئلے کو اجماعی و اتفاقی ثابت کرنے کے لئے اتنے حوالے کافی ہونے چاہئیں۔

صرف ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت سے اس اجماع و اتفاق کو باطل نہیں کیا جا سکتا، آخر میں انہوں نے خود ابن تیمیہ کے حوالے: "ومع ہذا فیُقال: غایۃ یزید وأمثالہ من الملوک أن یکونوا فساقاً" سے یزید کی تفسیق ثابت کرنے کا دعوی فرمایا۔

ان کا کہنا تھا کہ اس کے برخلاف اہلسنت کا کوئی ایک بھی معتبر نام (ان کے علم کے مطابق) ایسا نہیں جس نے فسق یزید کا انکار کیا ہو۔

امام غزالی اور ابن صلاح کی بعض عبارات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ دونوں بزرگ فسق کے انکاری ہیں، انھی پیش کردہ عبارتوں سے ثابت کر دیا کہ یہ دونوں بزرگ فسق کے نہیں؛ لعن کے انکاری ہیں اور لعن ہماری بحث سے خارج ہے، ہم خود لعنت کے انکاری ہیں۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے لیکر آخری زمانے تک کے پچاس سے زائد علماء دیوبند کے حوالے بھی محفوظ ہیں۔ نیز متقدمین و متاخرین علماء اہلسنت میں ابن عربی اور عبدالمغیث حربی کے علاوہ کسی کی بھی عبارت سے فسق کا انکار ثابت نہیں ہوتا۔

علماء دیوبند میں محدث اعظمی اور مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی سے پہلے کسی نے بھی اس مسئلے میں اختلاف نہیں کیا اور محدث اعظمی کی رائے بھی لوگوں کو 2014 کے بعد معلوم ہوئی ورنہ اس سے پہلے یہ کتاب چھپی نہیں تھی اور پہلے محدث اعظمی خود فسق کے قائل

تھے جیسا کہ ان کے مقالات میں موجود ہے۔

دوسری جناب مفتی وڈاکٹر عبیداللہ صاحب قاسمی اور مولانا عبدالعلیم اعظمی قاسمی کا کہنا تھا کہ:

## فسق یزید کے سلسلے میں اہل سنت والجماعت کے تین اقوال ہیں۔

1۔ عام محدثین، مورخین اور علماء کا موقف ہے کہ یزید فاسق ہے۔

سببِ فسق یزید اور وقت میں ان کے مابین اختلافات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ یزید حضرت معاویہ ہی کے دور شراب وغیرہ چھپ کر پیتا تھا، خلافت کے وقت اس کا فسق واضح ہوگیا، یہی وجہ بعض لوگ حضرت حسین کے بیعت نہ کرنے کا سبب فسق یزید قرار دیتے ہیں۔

2۔ یزید واقعہ کربلا یا بالفاظ دیگر قتل حسین کی وجہ سے فاسق ہے۔

3۔ یزید واقعہ حرہ کی وجہ سے فاسق ہے۔

2۔ اہل سنت کا دوسرا قول سکوت کا ہے۔اس کے قائلین مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ امام احمد ابن حنبل (امام صاحب کی طرف جو لعنت وغیرہ اقوال منسوب ہے امام صاحب نے اس سے رجوع کرلیا تھا، آپ کی وفات سے تین دن قبل جو اقوال آپ سے نقل کئے گئے تھے اس میں یزید کے سلسلے میں سکوت تھا)

2۔ سکوت کو علامہ ابن تیمیہ نے اصحاب امام احمد اور اس کے علاوہ بہت سارے مسلمانوں کی رائے قرار دی ہے۔

3۔ امام مجدالدین عبدالسلام ابن تیمیہ۔۔۔۔ جد امجد علامہ ابن تیمیہ بحوالہ مجموع الفتاوی

4۔ علامہ احمد بن مصطفی متوفی 922 ھجری

5۔ موجودہ دور کے محتاط علماء کا قول بھی سکوت ہے۔

6۔دارالعلوم دیوبند کا بھی حالیہ فتوی سکوت کا ہے۔

3۔اہل سنت کا تیسرا قول ہے کہ یزید فاسق نہیں تھا۔اس کے قائلین درج ذیل ہیں:

1۔حجۃ الاسلام امام غزالی بحوالہ وفات الاعیان ج3 ص288

2۔ابوبکر ابن العربی ۔۔۔۔العواصم القواصم

3۔محدث امام عبدالمغیث بن زہیر علوی متوفی 583 ھجری

4۔علامہ نورالدین حنفی رامپوری بحوالہ نزھۃ الخواطر ج7 ص514

5۔علامہ دستی بحوالہ مجموع الفتاوی لابن تیمیہ

6۔محدث کبیر مولانا حبیب الرحمن اعظمی

7۔مولانا منظور نعمانی

8۔مولانا عتیق الرحمن سنبھلی

9۔مفتی حبیب الرحمن خیرآبادی

10۔مولانا رشید الاعظمی

11۔ڈاکٹر مسعود قاسمی

عدم اجماع/ اتفاق پر انہوں نے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ علامہ ابن تیمیہ نے یزید کے سلسلے میں تینوں قول کو اہل سنت والجماعت کے اقوال قرار دیئے ہیں.لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل سنت کے مابین اس میں اختلاف ہے۔اہل سنت کا کسی بھی قول میں اختلاف اتفاق واجماع نہیں ہے۔بحوالہ مجموع الفتاوی۔

2۔موصوف مولانا عبدالاحد صاحب قاسمی اگر اجماع برفسق سے لغوی معنی لے رہے ہیں تو ٹھیک ہے،لیکن اگر اجماع سے مراد فقہی اصطلاح ہے تو اجماع کہنا ہی غلط ہے۔فسق یزید نہ تو کوئی فقہی مسئلہ ہے نہ دینی کہ اس کے لئے فقہی اصطلاح کے مطابق اجماع کیا جائے. یہ محض ایک تاریخی مسئلہ ہے۔اگر بالفرض مان لیا جائے یہ دینی مسئلہ ہے۔ پھر اس

میں امام غزالی، احمد بن حنبل اور متعدد کبار علماء کا اختلاف رہا ہے۔زیادہ سے زیادہ اسے جمہور کی رائے کہا جاسکتا ہے،اجماع نہیں۔

بالفرض اگر مان لیا جائے کہ عدم فسق کا قول اہل سنت والجماعت کا نہیں ہے۔تو بھی اجماع واتفاق ثابت نہیں ہوگا کہ اہل سنت والجماعت کا سکوت کا بھی ایک قول ہے جس میں امام احمد ابن حنبل، اکثر حنابلہ اور خود آج کے محتاط علماء بھی شامل ہیں۔لہذا اس صورت میں اہل سنت کے درمیان اس مسئلہ میں دو رائے ہوگی اکثریت فسق یزید کے قائلین کی، اور اقلیت قائلین سکوت کی۔لہذا اجماع واتفاق کا دعوی اس صورت میں بھی باطل ہوجاتا ہے۔

(بعض دلائل انہوں نے نجی نمبر پر بھی ارسال کئے ہیں)

فسق یزید کے اہل سنت والجماعت کے عقیدے میں سے نہ ہونے کے دلائل کے ذیل میں اس فریق کا کہنا تھا کہ:

1۔اہل سنت والجماعت کے عقائد پر لکھی گئی جو معتبر کتابیں ہیں اس میں کہیں فسق یزید کے مسئلہ کا ذکر نہیں ہے۔(ممکن ہے ایک دو میں ہو لیکن اتنے اہم مسئلہ میں ایک دو مصنفین کے لکھنے کی وجہ سے اس کو عقائد اہل سنت میں نہیں شمار کیا جاسکتا ہے۔بلکہ عہد سلف کے اہم علماء کے اقوال کو مد نظر رکھا جائے گا۔نہ کہ دسویں صدی کے بعد کوئی شخص اس کا دعوی کرے تو اس کو مان لیا جائے)

ذیل میں چند کتابیں ملاحظہ فرمائیں:

1۔الفقہ الاکبر لابی حنیفۃ

2۔العقائد النسفیۃ

3۔عقیدۃ الطحاوی

2۔شاہ ولی محدث دہلوی نے اہل سنت والجماعت سے داخل اور خارج ہونے کے سلسلے میں دلیل قطعی سے ثابت عقائد و مسائل کو قرار دیا ہے۔نہ کہ فروعی، غیر دینی، اور دلیل

غیر قطعی سے ثابت چیزوں کو۔۔۔۔۔۔تفصیل ''حجۃ اللہ'' کے ابتدائی صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

3: مولانا عبدالاحد قاسمی صاحب نے جن مورخین ومحدثین اورفقہاء وعلماء کی عبارتیں فسق یزید پر پیش کی ہے۔بجز ایک دو کے کسی نے بھی فسق یزید کو عقائد میں نہیں شمار کیا ہے؛ جب کہ وہ فسق یزید کے قائل تھے۔لہذا کہا جاسکتا ہے کہ جمہور محدثین، مورخین اور فقہاء کے بقول فسق یزید کا تعلق عقائد سے نہیں ہے۔

خلاصہ کے طور پہ اس فریق کا کہنا تھا کہ فسق یزید کا تعلق سنیت سے نہیں ہے بلکہ تحقیق سے ہے،سو جس کے نزدیک دلائل سے فسق یزید ثابت ہو اور وہ اسے فاسق مانتا ہو تو وہ بھی سنی ہے اور جس کے نزدیک دلائل قابل اطمینان نہ ہوں اور وہ فاسق نہیں مانتا تو وہ بھی سنی ہے۔کوئی سکوت کررہا ہے تو وہ بھی سنی ہے۔اس لئے ہم سے یہ مطالبہ نہ کیا جائے کہ عدم فسق یا سکوت ثابت کرو بلکہ جو لوگ فسق یزید کا عقیدہ سنیت اور دیوبندیت کے لئے لازم قرار دیتے ہیں ان سے مطالبہ ہوگا کہ ثابت کیجئے کہ فسق یزید سنیت کا جز ہے۔علاوہ ازیں اس فریق نے امام غزالی اور علامہ ابن صلاح کی عبارات سے بھی فسق یزید کی تردید ثابت کی۔

# یزیداورفسق یزید

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ کے فرزند کا پورا نام" یزید بن معاویۃ بن أبی سفیان بن حرب بن أمیّۃ الأموی الدمشقی" ہے.

23 رمضان سن 26 کو پیدا ہوا، بروز منگل 14 ربیع الأول سن 64 ہجری کو وفات ہوئی،15 رجب 60 ہجری سے 14 ربیع الأول 64 ہجری (قریب چارسال) تک فرماں روااور تخت نشیں رہا.

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی صحیح تادیب وتربیت کا شروع سے بے حد خیال فرمایا تھا، چنانچہ انہوں نے اپنی مطلقہ بیوی والدۂ یزید" میسون بنت بحدل الکلبیہ" (تاریخ دمشق لابن عساکر-تراجم النساء-(ص 397-401) جوکہ اعلی خاندانی پس منظر اورحسب ونسب رکھنے والی خاتون تھیں، کے حوالے عرب کے اس وقت کے دستور کے مطابق اس مقصد سے کیا کہ یزید اپنی ماں کے ہمراہ دیہات میں رہے اور وہاں کی زبان، فصاحت، شجاعت، بہادری، گھڑسواری، غیرت وحمیت، شرافت ومروت سے آراستہ ہوسکے، والدہ کے ساتھ طویل عرصہ گزارنے کے بعد پھر والد بزرگوار کے زیرتربیت ونگرانی رہنے لگا (تہذیب التہذیب لابن حجر (10 / 207) اپنے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی تعلیم وتربیت اطمنان کی حدتک مکمل ہوچکی تھی، والد کے ساتھ رہتے ہوئے اس نے اپنے والد سے" من یرد اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدین" جیسی حدیث کی روایت بھی کی، پھراس سے اس کا بیٹا خالد اورعبدالملک بن مروان وغیرہ نے احادیث نقل کی ہیں، اسی باعث ابوزرعہ دمشقی نے صحابہ کے بعد والے طبقے یعنی طبقہ علیا میں اسے شمار کیا ہے. (البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر(8 / 226-227)

حضرت امیر معاویہ نے انساب عرب اورعربی زبان وادب کے ماہر" دغفل بن حنظلہ

السدوسی الشیبانی" متوفی 65 ہجری کو یزید کی تادیب وتربیت کے لئے باضابطہ اتالیق مقرر فرمایا۔(تہذیب التہذیب لابن حجر (3 / 210)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آخر عمر میں فکرمند ہوئے کہ ان کے بعد کون خلیفہ ہوگا، ان کا خیال تھا کہ اگر وہ کسی کو خلیفہ نامزد کرنے سے قبل ہی انتقال کر جائیں تو فتنہ دوبارہ لوٹ آئے گا۔

چنانچہ انہوں نے اس معاملے میں اہل شام سے مشورہ کیا، انہوں نے تجویز پیش کی کہ ان کے بعد خلیفہ بنو امیہ میں سے ہونا چاہئے. چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو نامزد کیا، اور مصر اور باقی ملک سے اس کی منظوری لی گئی، یزید کا نام پاس ہوگیا۔ اس بابت مشورہ کرنے کے لئے مدینہ بھی بھیجا گیا۔ وہاں بعض اکابر کی مخالفت پائی گئی، خاص طور پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی. (تاریخ الاسلام للذہبی - عہد الخلفاء الراشدین - (ص 147-152) وسیر أعلام النبلاء (3 / 186) والطبری (5 / 303) وتاریخ خلیفۃ (ص213)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی رسول، کاتب وحی اور خال المومنین ہیں، انہوں نے اپنے بیٹے کی خود تادیب وتربیت کی، اس کے لئے خصوصی انتظامات کئے، اس کی خاص نگرانی فرمائی، وہ اس کے احوال، اوصاف واخلاق وعادات سے مکمل واقف و مطمئن تھے۔

اگر اس میں اہلیت یا صالحیت نہ ہوتی، یا فسق وفجور کے جراثیم ہوتے تو کیا یہ متصور ہے کہ صحابی رسول فاسق وفاجر کے لئے دوسروں سے بیعت لیں؟

بلکہ خود حضرت امیر معاویہ کی باتوں پر غور کریں، تو آپ کو اس بات کا ثبوت مل جائے گا کہ ان کے اس اقدام کا مقصد محض عوام کا فائدہ ہے نہ کہ شخصی مفادات کا حصول، کیونکہ انہوں نے اپنی زبان سے خود کہا ہے:

**اللهم إن كنت إنما عهدت ليزيد، لما رأيت من فضله، فبلغه ما أملت وأعنه، وإن كانت إنما حملني حبّ الوالد لولده، وأنه ليس لما صنعت به أهلاً، فاقبضه قبل أن يبلغ ذلك. (تاريخ الإسلام للذهبي – عهد معاوية بن أبي سفيان – (ص169) و خطط الشام لمحمد كرد علي (137/1)**

اے خدا! اگر میں نے یزید کے فضل کی بنیاد پر اسے ولی عہد بنایا ہے تو آپ اسے میری امیدوں پر پورا اتار دے اور آپ اس کی معاونت فرما، اور اگر اس کی اہلیت کے بغیر محض والد کی محبتِ بیجا (اور موروثیت واقربا پروری وغیرہ) کے باعث ایسا ہوا ہے تو اس تک پہنچنے سے پہلے اس کا کام تمام کر دے)۔

صحابیِ رسول کی زبانی جاری اس دعاء میں دیکھئے! کہ جلیل القدر صحابیِ رسول یزید کے لئے "فضل" اور "اھل" کی گواہی دے رہے ہیں، جس سے واضح ہے کہ تخت نشیں ہونے تک وہ متصف بالفسق نہیں تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے میں اپنے بعد امارت کی صلاحیت واہلیت ضرور دیکھی ہوگی، کیونکہ "صاحب البیت اعلم بمافیہ" (صاحب خانہ وہ اپنے گھر کے بارے میں لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوتا ہے)۔

علامہ ابن خلدون کہتے ہیں:

**والذي دعا معاوية لإيثار ابنه يزيد بالعهد دون سواه، إنما هو مراعاة المصلحة في اجتماع...**

بلاذری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن علی بن ابی طالب - جو ابن الحنفیہ کے نام سے مشہور ہیں - ایک دن دمشق میں یزید بن معاویہ کے پاس آئے۔ اس کے ساتھ کچھ عرصہ گزارنے کے بعد اسے وداع کرنے کے لئے، تو یزید نے ان کی بڑی عزت وتکریم کی اور ان سے کہا: اے ابوالقاسم، اگر آپ نے مجھ میں کوئی ناپسندیدہ کردار دیکھا ہو تو بتائیں! میں اس کی

اصلاح کر لیتا ہوں اور آپ کی ہدایت ومشورے پہ عمل پیرا ہوتا ہوں، انہوں نے کہا: خدا کی قسم اگر میں آپ میں کوئی برائی دیکھتا تو اس سے ضرور منع کرتا. اللہ کے واسطے آپ کو حق بات کی رہنمائی واطلاع کرتا، کیونکہ اللہ نے اہل علم سے وعدہ لیا ہے کہ وہ لوگوں کو حق بتائیں، اسے ہرگز نہ چھپائیں، اور میں نے آپ سے اچھائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ (انساب الاشرف للبلاذری (5 / 17)۔

(يروي البلاذري أن محمد بن علي بن أبي طالب - المعروف بابن الحنفية - دخل يوماً على يزيد بن معاوية بدمشق؛ ليودعه بعد أن قضى عنده فترة من الوقت، فقال له يزيد، وكان له مكرماً: يا أبا القاسم، إن كنت رأيت مني خُلُقاً تنكره نَزَعت عنه، وأتيت الذي تُشير به علي؟ فقال: والله لو رأيت منكراً ما وسعني إلا أن أنهاك عنه، وأخبرك بالحق لله فيه، لما أخذ الله على أهل العلم عن أن يبينوه للناس ولا يكتموه، وما رأيت منك إلا خيراً. (أنساب الأشراف للبلاذري (17/5).

امام ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی 774) نے کہا:

"جب اہل مدینہ یزید کے پاس سے واپس آئے تو عبداللہ بن مطیع اور ان کے ساتھی محمد بن حنفیہ کے پاس آئے اور یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ یزید کی بیعت توڑ دیں لیکن محمد بن حنفیہ نے ان کی اس بات سے انکار کر دیا، تو عبداللہ بن مطیع نے کہا: یزید شراب پیتا ہے، نماز چھوڑتا ہے. کتاب اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ تو محمد بن حنفیہ نے کہا کہ میں نے تو اس کے اندر ایسا کچھ نہیں دیکھا جیسا تم کہہ رہے ہو، جبکہ میں اس کے پاس جا چکا ہوں اور اس کے ساتھ قیام کر چکا ہوں، اس دوران میں نے تو اسے نماز کا پابند، خیر کا متلاشی، علم دین کا طالب، اور سنت کا ہمیشہ پاسدار پایا۔ تو لوگوں نے کہا کہ یزید ایسا آپ کو دکھانے کے لئے کر رہا تھا، تو محمد بن حنفیہ نے کہا: اسے مجھ سے کیا خوف تھا یا مجھ سے کیا چاہتا تھا کہ اسے

میرے سامنے نیکی ظاہر کرنے کی ضرورت پیش آتی ؟؟ کیا تم لوگ شراب پینے کی جو بات کرتے ہو اس بات سے خود یزید نے تمہیں آگاہ کیا؟ اگر ایسا ہے تو تم سب بھی اس کے گناہ میں شریک ہو، اور اگر خود یزید نے تمہیں یہ سب نہیں بتایا ہے تو تمہارے لئے جائز نہیں کی ایسی بات کی گواہی دو جس کا تمہیں علم ہی نہیں ۔لوگوں نے کہا: یہ بات ہمارے نزدیک سچ ہے. گرچہ ہم نے نہیں دیکھا ہے، تو محمد بن حنفیہ نے کہا: اللہ تعالی اس طرح گواہی دینے کو تسلیم نہیں کرتا کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: ''جو حق بات کی گواہی دیں اور انہیں اس کا علم بھی ہو''، لہذا میں تمہاری ان سرگرمیوں میں کوئی شرکت نہیں کرسکتا۔

(روي ابن كثير أن عبدالله بن مطيع - كان داعية لابن الزبير - مشى من المدينة هو وأصحابه إلى محمد ابن الحنفية، فأرادوه على خلع يزيد، فأبى عليهم، فقال ابن مطيع: إن يزيد يشرب الخمر، ويترك الصلاة، ويتعدى حكم الكتاب.

فقال محمد: ما رأيت منه ما تذكرون، قد حضرته وأقمت عنده، فرأيته مواظباً على الصلاة متحرياً للخير يسأل عن الفقه ملازماً للسنة، قالوا: ذلك كان منه تصنعاً لك، قال: وما الذي خاف مني أو رجا حتى يظهر إليّ الخشوع؟ ثم أفأطلعكم على ما تذكرون من شرب الخمر، فلئن كان أطلعكم على ذلك فإنكم لشركاؤه، وإن لم يكن أطلعكم فما يحل لكم أن تشهدوا بما لم تعلموا، قالوا: إنه عندنا لحق وإن لم نكن رأيناه، فقال لهم: أبى الله ذلك على أهل الشهادة، ولست من أمركم في شيء.

(البداية والنهاية (233/8) و تاريخ الإسلام – حوادث سنة 61-80هـ–(ص274)

ان دونوں روایتوں میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی، جلیل القدر تابعی،

جن کے خانوادے کی درجنوں افراد نے کربلاء کے تپتے ریگستان میں خاک وخون میں تڑپ کر جام شہادت نوش کیا ہو، یعنی محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے یزید سے متعلق اس کے فسق و فجور کی اڑائی گئی تمام افواہوں کی تردید کردی اور ایسی باتیں کرنے والوں سے اپنی بات کی دلیل اور سچائی کا ثبوت طلب کیا تو ان کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔

## تردید فسق کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی؟

یزید کی طرف سے حرمین طیبین کی توہین کی روایت کے بارے میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"وأما ملوك المسلمين من بني أمية وبني العباس ونوابهم فلا ريب أن أحدا منهم لم يقصد أهانة الكعبة لا نائب يزيد ولا نائب عبدالملك الحجاج بن يوسف ولا غيرهما بل كان المسلمين كانوا معظمين للكعبة وإنما كان مقصودهم حصار ابن الزبير والضرب بالمنجنيق كان له لا للكعبة ويزيد لم يهدم الكعبة ولم يقصد إحراقها لا وهو ولا نوبه باتفاق المسلمين۔"

" جہاں تک مسلم بادشاہوں بنوامیہ، بنوعباس اور ان کے نائبین کی بات ہے تو بلاشبہ ان میں سے کسی ایک نے بھی خانہ کعبہ کی اہانت کبھی نہ کی، نہ تو یزید کے نائب نے نہ عبدالملک الحجاج بن یوسف کے نائب نے، اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی نے، بلکہ مسلمان تو ہمیشہ سے کعبہ کی تعظیم ہی کرتے آئے ہیں، ان میں سے بعض کا مقصود صرف یہ تھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کیا جائے، اور منجنیق کا استعمال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہی کی خاطر ہوا تھا نہ کی خانہ کعبہ کی خاطر، اور یزید نے ہرگز بیت اللہ کو منہدم (شہید) نہیں کیا اور نہ ہی اسے جلانے کا ارادہ کیا، یقینا نہ تو ایسا اقدام یزید نے کیا اور نہ ہی اس کے نائبین نے کیا. اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق واجماع ہے۔" [منہاج السنۃ النبویۃ 4 / 577]

واقعہ حرہ کے موقع سے جب ابن زبیر کی قیادت میں اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا:

**يُنْصَبُ لِكُلِّ غادِرٍ لِواءٌ يومَ القِيامَةِ وإنّا قدْ بايَعْنا هذا الرَّجُلَ على بَيْعِ اللهِ ورَسولِهِ، وإنِّي لا أعْلَمُ غَدْرًا أعْظَمَ مِن أنْ يُبايَعَ رَجُلٌ على بَيْعِ اللهِ ورَسولِهِ ثُمَّ يُنْصَبُ له القِتالُ، وإنِّي لا أعْلَمُ أحَدًا مِنكُم خَلَعَهُ، ولا بايَعَ في هذا الأمْرِ، إلَّا كانَتِ الفَيْصَلَ بَيْنِي وبيْنَهُ. (صحيح البخاري. 7111).**

اس روایت کے پیش نظر گوکہ ہم تاویل کرتے ہوئے اس اقدام کا جواز ڈھونڈ نکالیں؛ نیز واقعہ کربلاء میں خانوادہ نبوی کو تہ تیغ کرنے میں گوکہ یزید کا عمل دخل ہونا روایتوں سے ثابت نہیں ہو پاتا ہے۔ کیونکہ بخاری کی روایت کے بموجب اہل عراق میں سے کسی نے ابن عمر سے مچھر کے خون کی نجاست کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ عراقیوں نے امام حسین کو قتل کردیا اور یہاں مچھر کے خون کا مسئلہ پوچھ رہے ہو؟

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قتل حسین کے ذمہ دار عراق کے بلوائی تھے جو دھوکہ دیکر امام کو بلائے اور مدد کرنے سے مکر گئے:

**روي البخاري عن شعبة عن محمد بن أبي يعقوب سمعت عبد الرحمن بن أبي نعيم: أن رجلاً من أهل العراق سأل ابن عمر عن دم البعوض يصيب الثوب؟ فقال ابن عمر: انظر إلى هذا يسأل عن دم البعوض وقد قتلوا ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الحسن و الحسين هما ريحانتاي من الدنيا. الفتح (10/ 440) وصحيح سنن الترمذي (3/ 224).**

شیخ الاسلام ابن تیمیۃ –رحمہ اللہ کہتے ہیں:

**إن يزيد بن معاوية لم يأمر بقتل الحسين باتفاق أهل النقل ولكن كتب**

إلى ابن زياد أن يمنعه عن ولاية العراق، ولما بلغ يزيد قتل الحسين أظهر التوجع على ذلك وظهر البكاء في داره إلخ (منهاج السنّة 4 / 473)

علامہ ابن صلاح لکھتے ہیں:

"لم يصح عندنا أنه أمر بقتله – أي الحسين رضي الله عنه –، والمحفوظ أن الآمر بقتاله المفضي إلى قتله– كرمه الله– إنما هو عبيد الله بن زياد والي العراق إذ ذاك" (فتاوى ومسائل ابن الصلاح 1/216-219)

امام غزالی -رحمہ اللہ- فرماتے ہیں:

"فإن قيل هل يجوز لعن يزيد لأنه قاتل الحسين أو آمر به؟ قلنا: هذا لم يثبت أصلاً فلا يجوز أن يقال إنه قتله أو أمر به ما لم يثبت، فضلاً عن اللعنة، لأنه لا تجوز نسبة مسلم إلى كبيرة من غير تحقيق." (إحياء علوم الدين 3/125)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وليس كل ذلك الجيش كان راضياً بما وقع من قتله– أي قتل الحسين –بل ولا يزيد بن معاوية رضي بذلك والله أعلم ولا كرهه، والذي يكاد يغلب على الظن أن يزيد لو قدر عليه قبل أن يقتل لعفا عنه، كما أوصاه أبوه، وكما صرح هو به مخبراً عن نفسه بذلك، وقد لعن ابن زياد على فعله ذلك وشتمه فيما يظهر ويبدو" (البداية والنهاية 8/221)

لیکن قاتلین سے سختی سے نمٹنے، انہیں قرار واقعی سزا دینے یا اپنے کمانڈروں کو صاف صاف قتل حسین سے منع کرنے کا فرمان پہلے سے نہ بھیجنے جیسے حقائق سے پہلوتہی کرنا یا کمزور

ونکمی تاویلات رکیکہ کے سہارے دلوں کوطفل تسلی دیتے ہوئے ان حقائق سے صرف نظر کرنا بڑا مشکل ہے.ٹھیک ہے یزید نے امام حسین کی نعش دیکھ کر غضبناک ہوا ہو.اس کی آنکھیں بھر آئی ہوں.ابن زیاد کو بد دعائیں دی ہوں.لیکن فرمارواۓ سلطنت ہونے کی حیثیت سے یزید کو بری الذمہ بھی قرار نہیں دیا جا سکتا.قلمرو میں خچر مرجانے پہ حکمراں اور خلیفہ خود کو مسئول سمجھتے ہوئے قابل احتساب سمجھ سکتا ہے تو اتنی بڑی شہادت سے یزید کا پلو جھاڑ لینا کسی طور سمجھ نہیں آتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول تاریخ میں ثبت ہے: "فرات کے کنارے بکری کا بچہ بھی مرجائے تو اس کا سوال عمر سے ہوگا."

# اجماع اور اتفاق

کسی چیز کا پختہ ارداہ کر لینے کو لغوی اعتبار سے اجماع کہتے ہیں:
"فأجمعوا أمركم" يونس/71.)
وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ (يوسف: 102)
رحلت نبی کے بعد امت محمدیہ کے مجتہدین کا کسی زمانے میں کسی امر پر اتفاق کرنے کو کو اصطلاحاً اجماع کہتے ہیں:
"هو اتفاق مجتهدي أمة محمد - صلى الله عليه وسلم - بعد وفاته في حادثة على أمر من الأمور في عصر من الأعصار" انتهى من "البحر المحيط "للزركشي (379/6).
انعقاد اجماع کے لئے من جملہ شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ جس زمانے میں اجماع منعقد ہوا ہو اس زمانہ کے تمام مجتہدین کا اس امر حادث پر اتفاق ہو گیا ہو.
اگر بعض مجتہدین کسی واقعہ میں اختلاف کریں یا کسی خاص علاقہ کے مجتہدین اتفاق کریں، دوسرے علاقہ کے نہیں تو پھر اسے اجماع اصطلاحی نہیں کہا جائے گا
پوری امت مسلمہ کے تمام مجتہدین پیش آمدہ کسی مسئلے پر اتفاق کر لیں تب ہی وہ شرعی واصطلاحی اجماع ہوگا، اگر بیک وقت تمام کا اتفاق نہ ہو سکے. تو اسے اجماع اصطلاحی نہیں بلکہ "اتفاق" کہیں گے. "لاتجتمع امتی علی الضلالة" جیسی حدیث میں امت مسلمہ کی جس عصمت کی بات کی گئی ہے اور جو کہ حجیت اجماع کی نبوی دلیل بھی ہے، اس میں "امة" کو تمام امت پہ محمول کرنا "اکثر" افراد امت پہ محمول کرنے سے زیادہ احوط ہے. اکثر افراد امت کسی حکم حادث پہ متفق ہوں سب کے سب نہیں تو ان کا ضلالت سے محفوظ رہنا متیقن

نہیں، پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہی ضلالت سے حفاظت کا ضامن ہوگا۔

مانعین زکات سے قتال نہ کرنے پر اکثر افراد امت کا اتفاق تھا، جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکیلے اس سے اختلاف کرتے ہوئے قتال پہ مصر تھے، تو جس طرح اکثر صحابہ کا اتفاق علی عدم القتال اجماع نہیں کہلایا؛ کیونکہ ایک مجتہد، خلیفہ وقت کا اس سے اختلاف تھا، اسی طرح اگر کسی مسئلے میں تمام مجتہدین کا اتفاق نہ ہوسکا تو وہ بھی اصطلاحی اجماع نہیں کہلائے گا، لغوی اعتبار سے مجازاً اجماع بمعنی اتفاق کہدیا جائے تو مضائقہ نہیں۔

تفسیق، تکفیر اور لعن یزید کا معاملہ اصول دین میں سے بالکل نہیں ہے. اصول بزدوی میں امامت کی بحث کے ذیل میں ہے.

**لم يصح منه (يزيد) تلك الأسباب (أسباب الكفر) ولا حاجة بأحد إلى معرفة حاله، فإن الله تعالى أغنانا عن ذالك (أصول الدين للبزدوي، مسألة الإمامة 205)**

ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

**[وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ إِذْ ذَاكَ يَتَكَلَّمُ فِي يزيد بن معاوية، وَلَا كَانَ الْكَلَامُ فِيهِ مِنْ الدِّينِ (لأن يزيد بن معاوية إنما بويع له بالخلافة بعد وفاة أبيه معاوية).**

**كتاب شرح الوصية الكبرى، لابن تيمية. الراجحي ص ۱۰)**

امام احمد بن حنبل اور علامہ کیا ہراسی شافعی سے تکفیر یزید کا منقول ہونا (دیکھئے فتاوی محمودیہ (6 / 48) بذات خود بھی دلیل ہے کہ یزید سے متعلقہ امور میں انہماک واشتغال نہ امور دین میں سے ہے نہ ہی یہ مدار سنیت ہے. جب تکفیر ولعن مخرج سنیت نہیں، تو تردید تفسیق کیسے ہادم سنیت ہوسکتی ہے؟ اجماع کے حوالے سے اوپر کی سطروں میں مذکور قدر ضرورت مختصر لیکن بنیادی نوٹ کو اگر ہم ملحوظ رکھیں تو یہ بات آشکار ہوجاتی ہے کہ فسق کی روایات کو زیادہ سے زیادہ "اتفاقی واکثریتی قول" کہہ سکتے ہیں کہ درجنوں بلکہ سینکڑوں علماء

نے بیشک اپنی کتابوں میں اسے "نقل" کیا ہے؛ لیکن اصطلاحی معنوں میں اسے اجماعی کہنا صحیح نہیں ہے۔ یزید سے نفرت ومحبت ہر دو چیزوں میں دامنِ اعتدال امت کے ہاتھ سے چھوٹا ہے۔ کچھ لوگوں نے نفرت میں دنیا بھر کی برائیاں اس میں جمع کردی ہیں اور شیعیت زدہ اور تقیہ باز کمزور وضعیف مورخین کی انتہائی بودی وغیر ثابت تاریخی روایتوں کے زیر اثر یزید کو مجمع الفسق والفجور کہہ ڈالے ہیں. جبکہ کچھ لوگ اسے حق پرست، دودھ کا دھلا ہوا اور مقدس گائے خیال کرکے اس کی مدح خوانی اور قصیدہ گوئی میں لگے رہتے ہیں. فسق وفجور کی روایات نقل در نقل ہو کے حد وحساب سے ماوراء ہوگئی ہیں، فاسق وفاجر کہے جانے کی اصل بنیاد بعض تاریخی روایات ہیں جو قصہ گو اور جعل ساز ومجہول الحال راویوں نے بیان کی ہیں۔ جب یہ روایات مسترد ہوجاتی ہیں تو تفسیق کے اقوال بھی قابل غور ٹھہر جاتے ہیں. امور دین اور مسائل اعتقادیہ میں سے نہ ہونے کے باعث اس میں "انہماک بیجا" کو ناپسند کیا گیا ہے۔ یہی احوط واسلم وپسندیدہ طریق بھی ہے. فسق وفجور کی جو روایات عام کی گئی ہیں انہیں سن کے آگے چلتا کردینے کے بالمقابل ان کی تحقیق کرنا اور فنی اعتبار سے الزامات بے جا کی تردید کرنا سکوت اور کف لسان کے منافی نہیں ہے۔

علم وتحقیق کے اصول پہ فسق وفجور کی روایات ثابت نہیں ہو پارہی ہیں. صاحب واقعہ امام حسین، خانوادہ حسینی کے چشم دید گواہ، بعض صحابہ اور تابعین اجلاء کی شہادتوں سے ان الزامات کی تردید ہوتی ہے. صحابہ کرام اور اجلاء تابعین کی تردید تفسیق کے سامنے سالوں بعد کے متکلم فیہ مورخین یا علماے اہل سنت کے اتفاقی "نقلِ تفسیق" ثانوی درجے کی چیز ہوگی. خوب واضح رہنا چاہیے کہ نقل تفسیق الگ ہے. اور اثبات فسق امر آخر. تفسیق، تکفیر، یا لعن یزید اضافی اور ذیلی چیزیں ہیں

جن اکابر کے یہاں تحقیق وتفتیش سے ثابت ہوا، انہوں نے تفسیق کی، جن کے یہاں تفسیق الزام محض قرار پائی. انہوں نے اس کے ثبوت سے انکار کرکے تفسیق کی تردید کی۔

ابھی (2022.08.15) ہم نے شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ سے ٹیلیفونک گفتگو میں استفسار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ ہمیں خود پتہ نہیں کہ ہم خود فاسق ہیں کہ نہیں؟ ہم ایک فرزند صحابی جلیل کی تفسیق کے پیچھے کس منہ سے پڑیں؟ **"تلک أمة قد خلت" الآية.**

پھر ہم نے پوچھا کہ اگر روایات تفسیق درجہ صحت واعتبار کو نہیں پہنچتیں تو ہمارے اکابر نے عمومی طور پہ اسے فاسق کیوں لکھا؟

تو حضرت نے فرمایا: انہوں نے فاسق کہا ہے تو ان کی نظر وتحقیق میں کوئی بنیاد ہوگی! ہماری نظر میں کوئی بنیاد اگر نہیں ہے تو ہم کیسے فاسق کہد یں؟

یزید بن معاویہ کے فسق وفجور کی ساری روایتوں کی بنیاد واقدی، ابومخنف، عوانہ بن الحکم اور عمر بن شبہ ہے۔ اور یہ رواۃ ناقابل اعتبار واستناد ہیں (واقدی اور ابومخنف متروک الحدیث ہے، عوانہ بن الحکم کو حافظ ابن حجر نے بنوامیہ کے لئے خبریں گھرنے والا قرار دیا ہے، عمر بن شبہ نے یزید کا زمانہ نہیں پایا ہے، لہذا شراب نوشی کی روایت منقطع ہوئی۔

یزید کے جوانی میں شراب نوشی کی روایت (**يزيد كان يشرب الخمر في حداثته، فأرشده أبوه إلى شربها ليلاً فقط۔ أخرجها ابن عساكر وغيره من طريق محمد بن زكريا الغلابي**) محمد بن حفص بن عائشۃ نے بھی کی ہے؛ لیکن بخاری اور ابوحاتم کے یہاں یہ مجہول راوی ہے، اس کی سند میں محمد بن زکریا غلابی ہے جسے دارقطنی نے واضع حدیث قرار دیا ہے،

پھر یہ بات کیسے متصور ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو شراب پینے اور رات کو چھپ کر پینے کی ترغیب واجازت دیدیں؟

یہ خال المومنین اور کاتب وحی ہیں، یہ خود اس حدیث رسول کے راوی ہیں کہ: **"من شرب الخمر فاجلدوه".** ("جو شراب پیے، اسے کوڑے مارو۔")

اسی طرح "یحیی بن فلیح بن سلیمان المدنی" نے عمر بن حفص کے بارے میں جو خبر دی ہے کہ انہوں نے جب مدینہ پاک میں منبر پہ کھڑے ہو کر یزید کی شراب نوشی اور ترک نماز کی گواہی دی، تب اہالیان مدینہ نے یزید کی بغاوت کا اعلان کر دیا۔

**(أخبرنا ابن فليح أن عمرو بن حفص وفد على يزيد فأكرمه، وأحسن جائزته، فلمّا قدم المدينة قام إلى جنب المنبر، وكان مرضياً صالحاً. فقال: ألم أجب؟ ألم أكرم؟ والله لرأيت يزيد بن معاوية يترك الصلاة سكراً. فأجمع الناس على خلعه بالمدينة فخلعوه"**

یہ روایت بھی اس لئے درست نہیں ہے کہ ابن حزم کے نزدیک ابن فلیح مجہول ہے، نیز یہ روایت منقطع بھی ہے؛ کیونکہ فلیح کی پیدائش اس واقعہ کے کافی زمانہ بعد سنہ ۹۰ ہجری میں ہوئی ہے، اور یہ اپنی پیدائش سے پہلے والا واقعہ بیان کر رہا ہے، درمیان میں لمبا انقطاع زمانی ہے. جبکہ دوسری طرف شہادت کربلاء کا متاثرہ فریق، امام حسین کے بھائی اور عینی شاہد محمد بن الحنفیہ یزید پر عائد کردہ ان الزامات کی صریح تردید کر رہے ہیں. اب ایک مجہول راوی کی منقطع روایت پہ اعتماد کیا جائے یا شہید کربلاء کے حقیقی بھائی کی تردید پر؟ چلئے! تھوڑی دیر کے لئے انہیں بھی چھوڑ دیا جائے! کیا خود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے، مدینہ، پھر مکہ سے کربلاء تک کے پورے سفر اور اپنی پوری تحریک کے درمیان کبھی بھی یزید کو فاسق وفاجر یا شرابی کبابی کہا ہے؟ اس بابت کوئی ایک مستند ومعتبر روایت حوالے میں پیش کی جاسکتی ہے؟ علی بن حسین اپنے والد کی شہادت کے بعد ایک ماہ کے قریب یزید کے پاس مقیم رہے. واپسی پر کیا انہوں نے یزید کے فسق وفجور. بے دینی و بے راہ روی کی بابت کوئی ایک بات بھی کہی ہے؟

سانحہ کربلاء یقیناً تاریخ کا سیاہ ودل دوز حادثہ تھا جس نے سب کا کلیجہ چھلنی کر دیا، ان تمام ناقابل بیان قلق واضطراب کے باوجود اس کے بعد حدود سلطنت میں کہیں بھی ردعمل

میں تفسیقی منجنیق کے گولے داغے گئے؟ یا تفسیق وخون ریزی کو بنیاد بنا کر یزید کے خلاف کہیں بغاوت کی گئی؟

**فاجتمعت بنو أمية في دار مروان بن الحكم، وأحاط بهم أهل المدينة يحاصرونهم، واعتزل الناس علي بن الحسين زين العابدين، وكذلك عبدالله بن عمر بن الخطاب لم يخلعا يزيد، ولا أحد من بيت ابن عمر. وقد قال ابن عمر لأهله: لا يخلعن أحد منكم يزيد فتكون الفيصل ويروي الصيلم بيني وبينه، (البداية والنهاية 8/218)**

مدینہ والوں نے جب یزید کی بیعت توڑ دی تھی تو اس وقت علی بن حسین زین العابدین اورعبداللہ بن عمر اس بغاوت سے علیحدہ رہے، انہوں نے یزید کی بیعت نہیں توڑی۔ ابن عمر کے گھر والوں میں سے بھی کسی نے بیعت نہ توڑی، انہوں نے اپنے گھر والوں کو نقض بیعت سے سختی سے منع کرتے ہوئے کہا کہ اگر کسی نے بیعت توڑی تو میرے اور اس کے درمیان جدائی ہوجائے گی)۔

واقدی، ابومخنف، عوانہ بن الحکم، عمر بن شبہ، محمد بن زکریا غلابی، ابن فلیح، محمد بن حفص بن عائشۃ وغیرہم کی ضعیف وغیر ثابت طرق وروایتوں کی بنیاد پر فسق وفجور کی تاریخی روایتیں تسلیم شدہ حقائق کے بطور نقل درنقل بیان کی جارہی ہیں؛ لیکن شہید امام عالی مقام کے خانوادے کے معتبر افراد کی شہادت قابل سماع نہیں ٹھہر رہی ہے! آخر کیوں؟

اگر یزید واقعی اتنا ہی بے دین وفاجر اور ناہنجار تھا تو ابن زیاد کی فوج سے آمنا سامنا ہونے کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے پاس جا کر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے لئے کیوں تیار ہو گئے تھے؟

**قال حصين فَحَدَّثَنِي هلال بن يساف أن ابن زياد أمر بأخذ مَا بين واقصة إِلَى طريق الشام إِلَى طريق الْبَصْرَة، فلا يدعون أحدا يلج وَلا أحدا**

يخرج، فأقبل الْحُسَيْن وَلا يشعر بشيء حَتَّى لقي الأعراب، فسألهم، فَقَالُوا:

لا وَاللهِ مَا ندري، غير أنا لا نستطيع أن نلج وَلا نخرج، قَالَ: فانطلق يسير نحو طريق الشام نحو يَزِيد، فلقيته الخيول بكربلاء، فنزل يناشدهم اللهَ والإسلام، قَالَ: وَكَانَ بعث إِلَيْهِ عُمَر بن سَعْدٍ وشمر بن ذي الجوشن وحصين ابن نميم، فناشدهم الْحُسَيْن اللهَ والإسلام أن يسيروه إِلَى أَمِير الْمُؤْمِنِينَ، فيضع يده فِي يده

(تاریخ طبری بروایت حصین عن ہلال بن یساف 5/392، البدایۃ والنہایۃ 8/170)

ابن اثیر کی روایت میں تین باتوں میں سے ایک کے اختیار کی بات ہے:

بل قال له: اختاروا مني واحدة من ثلاث: إما أن أرجع إلى المكان الذي أقبلت منه، وإما أن أضع يدي في يد يزيد بن معاوية فيرى فيما بيني وبينه رأيه، وإما أن تسيروا بي إلى أي ثغر من ثغور المسلمين شئتم فأكون رجلا من أهله لي ما لهم وعلي ما عليهم. (الكامل في التاريخ لإبن الأثير، ثم دخلت سنة إحدى وستين 3/157)

کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ امام حسین یزید سے بہتر سلوک کے امیدوار تھے اور اسے ظالم سفاک یا یا فاسق وفاجر نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ انہوں نے یزید کو "امیر المؤمنین" کہا ہے۔

علامہ ذہبی کا یزید کو فاسق وفاجر، ناصبی، قاتل حسین اور شراب نوش وغیرہ کہنا اس وجہ سے قابل سماع نہیں ہے کہ انہوں نے اپنی اس جرح کی کوئی بنیاد و دلیل نہیں بتائی ہے۔ اگر بنیاد بتاتے تو ان کی بات بھی قابل سماع ہوتی۔ جبکہ ان کے بالمقابل ثقہ و معتبر شخصیت امام

لیث بن سعد نے یزید کو امیر المومنین کہا ہے۔

امام ابوبکر بن العربی (المتوفی: 543ھ) کہتے ہیں:

**"فإن قيل. كان يزيد خمارًا. قلنا: لا يحل إلا بشاهدين، فمن شهد بذلك عليه بل شهد العدل بعدالته. فروى يحيى بن بكير، عن الليث بن سعد، قال الليث: "توفي أمير المؤمنين يزيد في تاريخ كذا "فسماه الليث "أمير المؤمنين" بعد ذهاب ملكهم وانقراض دولتهم، ولولا كونه عنده كذلك ما قال إلا "توفي يزيد"**

اگر کہا جائے کہ یزید شرابی تھا تو ہم کہتے ہیں کہ بغیر دو گواہوں کے یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی، تو کس نے اس بات کی گواہی دی ہے؟ بلکہ عادل لوگوں نے تو یزید کے عدل کی گواہی دی ہے۔ چنانچہ یحییٰ بن بکیر نے روایت کیا ہے کہ امام لیث بن سعدؒ نے کہا: امیر المومنین یزید فلاں تاریخ میں فوت ہوئے تو یہاں پر امام لیثؒ نے یزید کو" امیر المومنین" کہا ہے اور وہ بھی ان کی حکومت اور ان کا دور ختم ہونے کے بعد۔ اگر ان کے نزدیک یزید اس درجہ قابلِ احترام نہ ہوتا تو وہ صرف یوں کہتے کہ یزید فوت ہوئے تھے۔" [العواصم من القواصم ص:228]

بلاذری کی درج ذیل روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک سلسلہ گفتگو میں یزید کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی" صالح اولاد" قرار دے کر اس کی حکومت واطاعت تسلیم کرنے کی تلقین کی ہے:

**وإنّ ابنه يزيد لمَن صالحي أهله، فالزموا مجالسكم واعطوا طاعتكم وبيعتكم (أنساب الأشراف 1/289 ق 4 تح۔احسان عباس)**

علاوہ ازیں حضرت نعمان بن بشیر اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابی رسول کو مختلف اوقات میں مختلف ذمہ دارانہ حکومتی حیثیتوں اور عہدوں کے ساتھ یزید کے

ساتھ لمبی مصاحبت اور ہم نشینی رہی. شب و روز کے واقعات و معمولات کو قریب سے دیکھنے، جھانکنے اور پرکھنے کا اوروں کی بہ نسبت انہیں بہتر موقع یقیناً ملا ہوگا؛ لیکن وہ تو یزید کے فسق و فجور پہ مطلع نہیں ہو سکے، لیکن سیاسی افیون میں بدمست جانبدار مورخین ان چیزوں پہ مطلع ہو گئے۔

واقعہ حرہ کے موقع سے جب ابن زبیر کی قیادت میں اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا:

يُنْصَبُ لِكُلِّ غادِرٍ لِواءٌ يَومَ القِيامَةِ وإنَّا قدْ بايَعْنا هذا الرَّجُلَ على بَيْعِ اللَّهِ ورَسولِهِ، وإنِّي لا أعْلَمُ غَدْرًا أعْظَمَ مِن أنْ يُبايَعَ رَجُلٌ على بَيْعِ اللَّهِ ورَسولِهِ ثُمَّ يُنْصَبُ له القِتالُ، وإنِّي لا أعْلَمُ أحَدًا مِنكُم خَلَعَهُ، ولا بايَعَ في هذا الأمْرِ، إلَّا كانَتِ الفَيْصَلَ بَيْنِي وبيْنَهُ. (صحيح البخاري. 7111).

شیعی فقیہ مطہر حلی المتوفی سنۃ 726 ھ نے اپنی کتاب منہاج الکرامۃ میں یزید کے ظالم ہونے اور اس پر آیت 'ألا لعنة الله على الظالمين' سے استدلال کرتے ہوئے اثبات لعنت کی کوشش کی تھی، اس کے جواب میں ابن تیمیہ نے علی سبیل التسلیم یہ کہا ہے کہ چلو مان لو! کہ یزید ظالم تھا، لیکن مختار ثقفی اور حجاج بن یوسف سے تو بہتر تھا. زیادہ سے زیادہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ یزید اور اس جیسا بادشاہ فاسق تھا، اور فاسق معین پہ لعنت کرنا جائز نہیں ہے، جواز لعنت کے لئے اس شخص کا فاسق و ظالم ہونا. اس پہ اصرار کرتے ہوئے وفات پانا اور فاسق معین پہ حدیث سے جواز لعنت کو ثابت کرنا پڑے گا. جبکہ شخص معین پہ لعنت کا ثبوت نہیں ہے. لہذا یزید پر بھی لعنت کرنا جائز نہیں ہے. تو ابن تیمیہ نے فسق کی نسبت فریق مخالف کو خاموش ولا جواب کرنے کے لئے کیا ہے. اس لئے نہیں کہ ان کا موقف بھی یہی ہے۔

پورا جواب ملاحظہ فرمائیں:

القول في لعن يزيد بن معاوية:

"القول في لعنة يزيد كالقول في لعنة أمثاله من الملوك الخلفاء وغيرهم، ويزيد خيرٌ من غيره: خيرٌ من المختار بن أبي عبيد الثقفي أمير العراق، الذي أظهر الإنتقام من قتلة الحسين؛ فإن هذا ادعى أن جبريل يأتيه. وخير من الحجاج بن يوسف؛ فإنه أظلم من يزيد باتفاق الناس.

ومع هذا فيُقال: غاية يزيد وأمثاله من الملوك أن يكونوا فساقاً، فلعنة الفاسق المعيّن ليست مأموراً بها، إنما جاءت السنة بلعنة الأنواع، كقول النبي صلى الله عليه وسلم: (لعن الله السارق؛ يسرق البيضة فتقطع يده). (منهاج السنة ص 362)

ابن تیمیہ کا واضح موقف فتاوی میں مذکور ہے۔

ولم يكن مظهرا للفواحش كما يحكي عنه خصومه (فتاوى ابن تيمية ج٣/٤١٠)

(یزید بن معاویہ فواحش کا اعلانیہ مرتکب نہیں تھا جیسے کہ اس کے دشمن اس کے متعلق بیان کرتے ہیں)

ابن تیمیہ کا یہی دوٹوک موقف ہے، صیغہ تمریض کے ساتھ منہاج السنہ ※ میں جو فسق کی نسبت یزید اور دیگر ملوک کی طرف کی گئی ہے اس کا محمل ومصداق دوسرا ہے۔

اس ذیل میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ لعنت کے لئے پہلے فسق وظلم ثابت کرنا پڑتا ہے۔ جہاں لعنت کی نفی ہوگی وہاں تبعاً فسق وظلم کی بھی نفی ہوتی ہے۔ لہذا تردید فسق سے لعنت کی بحث کو خارج نہیں کیا جا سکتا ہے۔

# خلاصہ کلام

خلاصہ یہ ہے کہ احتیاط پر مبنی موقف تو سکوت کا ہے لیکن تحقیق پر مبنی موقف تردید فسق ہے. مسلمان میں عدل اصل ہے اور فسق اس کی نفی ہے، بغیر مضبوط وثابت دلائل کے تفسیق مسلم میں احتیاط برتنے کی ضروت ہے.

تفسیق کیا؟ تکفیر ولعن یزید بھی اگر کوئی کرے پھر بھی اسلام سے خارج نہیں ہوگا

متعدد اہل بیت، اجلاء تابعین اور صحابہ سے یزید کے خلاف پھیلائے گئے الزامات فسق کی تردید ثابت ہے، اس کے سامنے شمس الدین ذہبی، ابن الجوزی، محمود آلوسی، قاضی شوکانی، تفتازانی، سیوطی، ابویعلی وغیرھم کی بے دلیل اور مبہم جرح کا اعتبار نہیں، یزید کی تفسیق سے اس کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تادیب وتربیت اوران کا اعتماد بھی شکوک وشبہات کی زد میں آئے گا، سدً الباب الفتنہ روایات تفسیق کی تحقیق کرنا پڑتی ہے. صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی معتد بہ جماعت نے جس کے ہاتھ پہ بیعت کی ہو. اجلاء صحابہ جس کے زیر امارت غزوہ قسطنطینیہ میں شریک رہے ہوں۔

**أَوَّلُ جَيْشٍ مِن أُمَّتي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لهمْ (صحيح البخاري: 2924، مع الفتح (120/6).**

یہ حدیث بتارہی ہے کہ قسطنطینہ کی جنگ میں شریک افراد جنتی اور مستحق مغفرت ہیں، یزید بھی اس جنگ میں ایک دستے کا سپہ سالار تھا، حافظ ابن حجر اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

**"قوله: (يغزون مدينة قيصر) يعني القسطنطينية، قال المهلب: في هذا الحديث منقبة لمعاوية لأنه أول من غزا البحر، ومنقبة لولده يزيد لأنه أول من غزا مدينة قيصر۔ (الفتح (120/6).**

بعض لوگوں کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ بخاری شریف میں صراحت نہیں ہے کہ یزید غزوہ قسطنطینیہ میں شریک تھا، تو عرض ہے کہ بخاری میں حضرت عتبان بن مالک کی ایک لمبی حدیث کے ذیل میں یزید کا ارض روم یعنی قسطنطینیہ میں بحیثیت سپہ سالار موجود ہونا ثابت ہے، پوری حدیث اس طرح ہے:

كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بِبَنِي سَالِمٍ وكانَ يَحُولُ بَيْنِي وبيْنَهُمْ وادٍ إذَا جَاءَتِ الأمْطَارُ، فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ، فَجِئْتُ رَسولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ، فَقُلتُ له: إنِّي أنْكَرْتُ بَصَرِي، وإنَّ الوَادِيَ الذي بَيْنِي وبيْنَ قَوْمِي يَسِيلُ إذَا جَاءَتِ الأمْطَارُ، فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ، فَوَدِدْتُ أنَّكَ تَأْتي فَتُصَلِّي مِن بَيْتي مَكَانًا، أتَّخِذُهُ مُصَلًّى، فقالَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: سَأَفْعَلُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ، وأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عنْه بَعْدَ ما اشْتَدَّ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ، فأذِنْتُ له فَلَمْ يَجْلِسْ حتَّى قالَ: أيْنَ تُحِبُّ أنْ أُصَلِّيَ مِن بَيْتِكَ؟ فأشَرْتُ له إلى المَكَانِ الذي أُحِبُّ أنْ أُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ فَكَبَّرَ، وصَفَفْنَا ورَاءَهُ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ وسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ، فَحَبَسْتُهُ علَى خَزِيرٍ يُصْنَعُ له، فَسَمِعَ أهْلُ الدَّارِ رَسولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ في بَيْتِي، فَثَابَ رِجَالٌ منهمْ حتَّى كَثُرَ الرِّجَالُ في البَيْتِ، فَقالَ رَجُلٌ منهمْ: ما فَعَلَ مَالِكٌ؟ لا أرَاهُ. فَقالَ رَجُلٌ منهمْ: ذَاكَ مُنَافِقٌ لا يُحِبُّ اللَّهَ ورَسولَهُ، فَقالَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: لا تَقُلْ ذَاكَ ألَا تَرَاهُ قالَ: لا إلَهَ إلَّا اللَّهُ، يَبْتَغِي بذلكَ وجْهَ اللَّهِ، فَقالَ اللَّهُ ورَسولُهُ أعْلَمُ، أمَّا نَحْنُ، فَوَاللَّهِ لا نَرَى وُدَّهُ ولَا حَدِيثَهُ إلَّا إلى المُنَافِقِينَ، قالَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: فإنَّ اللَّهَ قدْ حَرَّمَ علَى النَّارِ مَن قالَ: لا إلَهَ

إلّا اللهُ، يَبْتَغِي بذلَك وجهَ اللهِ قالَ مَحْمُودُ بنُ الرَّبِيعِ: فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فيهم أبو أيُّوبَ صَاحِبُ رَسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ في غَزْوَتِهِ الَّتي تُوُفِّيَ فِيهَا، ويَزِيدُ بنُ مُعَاوِيَةَ عليهم بأَرْضِ الرُّومِ، فأنْكَرَهَا عَلَيَّ أبو أيُّوبَ، قالَ: واللهِ ما أظُنُّ رَسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ، قالَ: ما قُلْتَ قَطُّ، فَكَبُرَ ذلكَ عَلَيَّ، فَجَعَلْتُ لِلهِ عَلَيَّ إنْ سَلَّمَنِي حتَّى أقْفُلَ مِن غَزْوَتي أنْ أسْأَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عنْه، إنْ وجَدْتُهُ حَيًّا في مَسْجِدِ قَوْمِهِ، فَقَفَلْتُ، فأهْلَلْتُ بحَجَّةٍ أوْ بعُمْرَةٍ، ثُمَّ سِرْتُ حتَّى قَدِمْتُ المَدِينَةَ، فأتَيْتُ بَنِي سَالِمٍ، فَإِذَا عِتْبَانُ شيخٌ أعْمَى يُصَلِّي لِقَوْمِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ سَلَّمْتُ عليه وأَخْبَرْتُهُ مَن أنَا، ثُمَّ سَأَلْتُهُ عن ذلكَ الحَديثِ، فَحدَّثَنِيهِ كما حدَّثَنِيهِ أوَّلَ مَرَّةٍ. (عن عتبان بن مالك. صحيح البخاري. 1186، مع الفتح (73/3)].

حافظ ابن کثیر بھی اسے شریک غزوہ قسطنطینہ مانتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ اس غزوے میں متعدد سادات واجلاء صحابہ بھی شریک تھے:

"ثم دخلت سنة تسع وأربعين

فيها غزا يزيد بن معاوية بلاد الروم حتى بلغ قسطنطينية، ومعه جماعة من سادات الصحابة، منهم: ابن عمر، وابن عباس، وابن الزبير، وأبو أيوب الأنصاري.

وقد ثبت في "صحيح البخاري" أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "أول جيش يغزون مدينة قيصر مغفور لهم" فكان هذا الجيش أول من غزاها، وما وصلوا إليها حتى بلغوا الجهد. (البداية والنهاية (11/180)

ذہبی لکھتے ہیں کہ اس کے پاس بعض کمزوریوں کے علی الرغم غزوہ قسطنطینیہ میں شرکت کی صورت میں حسنات کا ذخیرہ موجود ہے:

"له على هناته حسنة، وهي غزو القسطنطينية، وكان أمير ذلك الجيش، وفيهم مثل أبي أيوب الأنصاري" (سيرأعلام النبلاء (36/4)

اور بھی دیگر مورخین ومحدثین نے اس غزوے میں اس کی شرکت کی صراحت کی ہے، لہذا وہ بمقتضائے حدیث مغفرت کی بشارت کے عموم میں شامل ہے، اسے بلا وجہ خارج کرنا قرین عدل وانصاف نہیں ہے۔

اگر اسے کمزور اور غیر ثابت روایات کے ذریعے مجسم فسق گردانا جا رہا ہو تو ان روایات کی تحقیق کے درپے ہونا اور الزامات کی بیخ کنی کرنا سکوت کے منافی نہیں ہے. ہاں اسے امام ہادی ومہدی ماننا یا اصحاب رسول کی طرح اس کی ہر بات کے دفاع کے فراق میں رہنا اور قصیدہ خوانی کرتے ہوئے اسے خلیفہ راشد گردانا بھی صحیح نہیں ہے. اہل بیت اور بعض اجلاء تابعین کی تعدیل کے سامنے بعد کے علماء کرام کی تفسیق بغیر مفسق چنداں ضرر رساں نہیں. تفسیق یزید اصول دین میں سے نہیں ہے. نہ یہ مدار سنیت ہے. اس کا مبنی تحقیق وتفتیش ہے. قائلین فسق کی نظروں میں ممکن ہے اس کی کوئی وجہ رہی ہوگی اور منکرین فسق کی نظروں میں بھی یقیناً اس کی وجوہات ہیں۔ تفسیق پہ زور صرف کرنا اور گہرائی میں اترنا. اسی طرح بیجا تعدیل وتوصیف اور قصیدہ گوئی کرنا دونوں جادہ اعتدال سے تجاوز ہے.

کس قدر چشم کشا اور بصیرت افروز یہ بات ہے:

ويعلم أن الرجل الواحد تكون له حسنات وسيئات، فيحمد ويذم، ويثاب ويعاقب، ويحب من وجه ويبغض من وجه وهذا هو مذهب أهل السنة والجماعة، خلافاً للخوارج والمعتزلة ومن وافقهم (منهاج

السنة (544/4)

یہ اس قابل ہے کہ اسے چشم سر کے راستے قلب ونظر میں اتار لیا جائے۔ قائلین فسق باحثین اتفاق اکابر ثابت کرنے میں کامیاب رہے۔ اجماع شرعی ثابت نہیں ہوسکا۔ اور فسق یزید کا جز وسنیت ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکا۔ منکرین فسق باحثین تفسیق کو اصول دین میں سے اور مجمع علیہ شرعی نہ ہونے اور مدار سنیت نہ ہونے کو ثابت کرنے میں کسی قدر کامیاب رہے۔ صحابہ وتابعین کے اقوال میں تردید فسق یزید کے کافی مواد موجود ہیں، بار بار مطالبہ کے باوجود اسے ثابت نہیں کیا جاسکا۔

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کی طرف سے صادر فتاوی پورے ادارے کی ترجمانی کرتے ہیں۔ فتوی تحریر کرنے والے مفتی کی شخصی اور نجی حیثیت ملحوظ نہیں ہوتی۔ ہر صادر فتوی باضابطہ ادارے کا فتوی سمجھا جاتا ہے۔ جس سے ادارے کے موقف کی ترجمانی وعکاسی ہوتی ہے۔ ادارے کی طرف سے تصدیق وتائید شدہ شائع فتوی کو کسی خاص مفتی کی رائے قرار نہیں دیا جاسکتا۔

حلقے میں مشترک ابحاث کے پیش نظر غایت عجلت میں یہ تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ جس میں نقص وکمی کا بسا امکان موجود ہے۔ اہل علم سے خامیوں اور کوتاہیوں پہ مطلع کرنے کی گزارش ہے۔

خیال رہے کہ یزید کی تفسیق کو امر تحقیق تک ہی محدود رکھیں! جس کی رسائی جہاں تک ہوسکے اسے اپنائے، خدا را اسے عوامی عقیدہ نہ بنائیں، ورنہ پھر یہ مختلف اندیشوں اور اضطرابات کا ذریعہ اور سبب بنے گا۔

إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب

واللہ اعلم

شکیل منصور القاسمی

مورخہ 18 محرم الحرام 1444 ہجری

مطابق 17 اگست 2022 عیسوی بروز چہارشنبہ

# بانی حلقہ کی تمہیدی وضاحت

ردو قدح، بحث وتمحیص اور تنقید وتحقیق؛ قوم وملت کے ضروری ووسیع تر تعمیری مفاد یا اصلاح، اورارشادو ہدایت کے جذبے سے ہوتو یہ بامقصد، دوررس، نتیجہ خیزاورثمرآور کوشش کہلاتی ہے، جس سے قوم وملت کی فلاح و بہبود متعلق ہوتی ہے۔ فضل وکمال کے اظہار، یا ذاتی تفوّق و برتری کے لئے، اصول پسند دلیلوں سے انحراف اورطبع زاد بودی دلیلوں سے استشہاد کے ذریعہ، اپنی رائے، فکر، سوچ اور انفرادیت کو بزعم خود فیصلہ کُن سمجھنا، فرسودہ راگوں کو چھیڑنا، دوراز کار فروعی اور ضمنی مباحث میں الجھنا والجھانا، لاطائل طبع آزمائی، تضییع اوقات، قوم وملت کی بیش قیمت اور صالح ذہانتوں کو انتشار کا شکار کرنا، عوام میں اختلاف و فتنے، تخریب، تضحیک اورتحقیرو تنقیص کے نئے دروازے کھولنا، تشویش واضطراب کا زنجیری سلسلہ قائم کرنا ہے. جو عموماً بے سود ہوتا ہے۔

علم، حِلم اور عقل تینوں کا معتدلانہ وحقیقت پسندانہ فطری مجموعہ سے معاشرے میں صالح انقلاب وحقیقی تبدیلی آئے گی.

حلم وعقل پہ تسلط وغلبہ کے بغیر، نِرا علم یا چرب زبانی نے عوام کے لئے سوائے فتنے اور گمراہی کے کبھی کوئی اور پھل دیا ہے؟ جذبات کا شکار ہوکر حلم وعلم کے مقتضیات کو کھو بیٹھنا "خشک مزاجوں" خوش فہموں" انا پرستوں" اور" فتنہ انگیزوں" کا کام ہے۔ فسق یزید کے سلسلے میں گروپ میں جاری بحث میں بندے کی شروع سے کوئی دل چسپی نہ تھی، نہ اس نے مشترک تعلیق وتبصرے مکمل دیکھنے کی کبھی ضرورت محسوس کی. مشغول ماحول کی مصروف ترین زندگی میں ان چیزوں کے لئے وقت نکال پانا انتہائی دشوار امر ہے.

متعدد احباب حلقہ کے نجی طور پہ توجہ مبذول کرانے اور ترجیحی طور پہ اس کا حل نکالنے کی

پیہم گزارش کے بعد حلقے میں فعال ہونا پڑا۔اولاً قابل ترین متعدد فضلاء حلقہ کوتحریر طور پہ بھی اور بعضوں کو زبانی کلامی بھی اس بابت اپنا فیصلہ کن ومؤثر کرار ادا کرنے کی گزارش کی تھی، لیکن کوئی جیل کا قیدی بھی تو نہیں ہے کہ بے شغل بیٹھا رہے، ہر ایک کی اپنی نجی مصروفیات بھی ہوتی ہیں۔درجہ مجبوری میں یہ مصیبت میرے ہی سر آئی، یہ کوئی باضابطہ مناظرہ نہیں تھا۔

نہ دلائل وغیرہ کی نوعیت کے تئیں اس کے کچھ اصول طے ہوئے تھے، اختتام بحث کے بعد احباب کو اپنے بچے کھچے مستدلات نجی نمبر پر بھی بھیجنے کی سہولت فراہم کی گئی تھی، ایک فریق نے بیشمار دلائل بھیجے بھی تھے۔ بندے کا پہلے ارادہ تھا اور حلقے میں اس کا ذکر بھی کیا تھا کہ مضمون کی شکل میں ہم اپنا موقف اطمنان سے رکھیں گے۔

بالآخر طرفین کے پیش کردہ مستدلات کے تجزیہ کے ذیل میں ہی اس بارے اپنا موقف رکھ بھی دیا۔اور نہ چاہتے ہوئے بھی تحریر دراز نفس ہوگئی۔اس تحریر کو محاکمہ ہم نے کبھی نہیں کہا، مضمون کا عنوان ہی اس کا شاہد عدل ہے۔محاکمہ وغیرہ جیسے الفاظ ارکان حلقہ کے اپنے تاثرات ہیں۔ اپنی تعریف وتوصیف سن کر کبھی پھولا ، نہ کبھی تعریف کنندہ کو" شکریہ" "عنایت"" مہربانی" جیسے رسمی الفاظ کہنے کو بہتر جانا۔ہر کسی کے کچھ موافق ومخالف اور مادح و ذام ہوتے ہیں، دونوں کو اپنے حال پہ چھوڑ دینا چاہئے۔

(كل أحد يؤخذ من قوله ويرد إلا صاحب هذا القبر - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -) من قول مالك رحمه الله ،قاله السخاوي في (المقاصد الحسنة: 327رقم: 815)

ويعلم أن الرجل الواحد تكون له حسنات وسيئات، فيحمد ويذم، ويثاب ويعاقب، ويحب من وجه ويبغض من وجه وهذا هو مذهب أهل السنة والجماعة، خلافاً للخوارج والمعتزلة ومن وافقهم (منهاج السنة (544/4)

ہم نے داخل مضمون صراحت کردی ہے کہ یہ کوئی مستقل کتاب نہیں ہے، ایک مختصر سا مضمون ہے، موضوع سے متعلق جانبین سے متعدد زبانوں میں ہزاروں صفحات پہ مشتمل باضابطہ کتابیں لکھی جاچکی ہیں، جہاں ایک ایک جزو کے بال کی کھال نکالی گئی ہے، اور دقیق علمی موشگافیوں کے وافر جلوے دکھائے گئے ہیں۔ ہر اعتراض کا شافی وافی جواب دیا گیا ہے۔

ہم نے جو کچھ حق و سچ جانا اور سمجھا اسے غیر جانبدارانہ طور پہ اس میں لکھ دیا۔

اسے منوانے اور دوسروں پہ تھوپنے کا خبط بھی کبھی سوار نہیں ہوا الحمدللہ۔

اگر کوئی اسے غلط سمجھتا ہے تو اظہار رائے کے اس حق کو ہم اس کے لیے بھی تسلیم کرتے ہیں، ہم یزید کو مجمع الفسق والفجور کے قائل نہیں ہیں، انتظامی کوتاہی عمل یا اندیشہاے دراز کا شکار ہوکر خاطیوں پہ بروقت کارروائی نہ کرنے کی کمزوری کی بات علیحدہ ہے، ایسی سیاسی وانتظامی کمزوریوں کے نظائر تاریخ میں موجود ہیں، جو حسنات کے باعث محو ہوتے رہتے ہیں، ان سے حکمراں منزّہ نہیں ہوسکتے. نہ اسے جزو سنیت سمجھتے ہیں. اسی طرح ہم یزید کی تعریف وتوصیف میں بھی رطب اللسان نہیں رہتے. ہاں البتہ بحیثیت مسلمان اور فرزند صحابی جلیل اس کے خلاف افسانوی الزامات واتہامات کی تاریخی روایات کو غیر محقق مانتے ہیں. یہ ہمارا علمی حق ہے. کسی کو اس کے خلاف جبر کا حق نہیں. نہ ہمیں کسی کی علمی رسائی پہ استبداد کا حق ہے. ہم ائمہ ثلاثہ جیسے اعلام امت سے دلائل کی بنیاد پر اختلاف کرسکتے ہیں تو مؤرخین اور اپنے بعض علماء کے موقف سے دلائل کی بنیاد اختلاف کرنا حرام وناجائز تو نہیں؟ یہ ایک ضمنی اور فروعی چیز ہے. اس پہ اصول دین کی بناء نہیں ہے۔ اللہ نے ہمیں آج کے دور میں فسق یزید جیسی چیزوں میں آستینیں چڑھا کر بحث ومباحثہ کے میدان کارزار میں کود پڑنے سے یقیناً بے نیاز کردیا ہے.

انسان کے پاس کرنے کے اور کوئی اہم کام نہیں ہیں کہ ان لاطائل بحثوں میں سوال وجواب کرکے اپنی توانائیاں صرف کرتا رہے؟ ہم نے اپنا موقف رکھ دیا، کسی کو اس سے

اتفاق نہ ہوتو وہ بھی مکمل ومرتب اپنا موقف رکھ دے، حقِ اظہار پہ آخر کسی نے پہرہ تو نہیں بٹھا رکھا ہے؟ بحث ومباحثہ اور سوال وجواب، جیسا کہ پہلے عرض کرچکا ہوں تضیع اوقات کے سوا کچھ نہیں، اس کی بجائے انسان مثبت طور پہ مدلل انداز میں اپنا مکمل مضمون ہی قلمبند کردے. بحث ومباحثہ سے جو وقت بچے اسے دیگر مفید واہم علمی کاموں میں صرف کرے. سو ہمیں بحث ومباحثہ میں کوئی کھینچنے کی کوشش نہ کرے، ایسی خواہشوں کو ہم کسی طور قابل اعتناء نہیں سمجھتے. ہر چھیڑے گئے ساز پہ آخر غزل تو نہیں سنادی جاتی؟ اگر کسی بھائی کو اشتغال بالتفسیق سے ہی دلچسپی ہو اور انہیں آج کے دور کا یہ سلگتا موضوع نظر آتا ہو تو یہ اس کا اپنا معاملہ ہے۔

لکم دینکم ولی دین.

ہم اس معاملہ کو آج کے دور میں اشتغال بمالایعنی سمجھتے ہیں، ومن حسن إسلام المرء ترکہ مالایعنیہ .

جو کچھ ہم نے لکھا ہے اسے ہار جیت اور شکست وفتح یا والعیاذ باللہ تسکین انا کا مسئلہ ہرگز نہ بنایا جائے. اس دوٹوک وضاحت کے بعد بھی اگر کسی کرم فرمانے متنازع موضوع میں (میرے ساتھ) بحث ومباحثہ کے ذریعے انتشار ذہن کی کوشش فرمائی اور پھر شاید میرا رویہ سخت ہوجائے تو تندئ خلق پہ ہرگز محمول نہ کریں۔

شکیل منصور القاسمی

مرکز البحوث الإسلامیۃ

جمعرات ۱۹ محرم الحرام سنۃ ۱۴۴۴ ہجریۃ

مطابق 18 اگست 2022 عیسوی

# "فیصلہ کی تائید کرنے والے علماء ومفتیانِ حلقہ"

---

الحمدللہ. بہت مشکل قضیہ تھا.لیکن نہایت سنجیدگی کے ساتھ میزان عدل میں تول کر پیش کیا گیا.اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان حضرت شکیل منصور القاسمی صاحب کو اجر عظا فرمائیں
(مولانا ابوسعد معروفی صاحب)

---

آپ نے غایت محنت اور وقت کی قربانی کے ساتھ تفصیلی محاکمہ پیش کیا.فجز اک اللہ خیراً.

بعض جزوی چیزوں سے اختلاف کے ساتھ مجموعی طور پر محاکمہ میرے نزدیک بہت عمدہ ہے، تمام گوشوں کو حاوی ہے اور شاہکار تحریر ہے.اس گروپ میں آئندہ یزید کے موضوع پر گفتگو کی ممانعت بھی قابلِ تحسین عمل ہے.اللہ تعالی تمام احباب کو بھی جزائے خیر دے!اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ
(مولانا مفتی ڈاکٹر عبید اللہ صاحب قاسمی،سابق استاذ دارالعلوم دیوبند)

---

موضوع انتہائی حساس و نازک تھا،حکمیت مصیبتوں اور جذباتیت سے بھری ذمہ داری ہے،اس کے تقاضے بھی سب اچھی طرح جانتے ہیں.شاید اسی لئے ہمارے دوست حضرات کمال خوبصورتی کے ساتھ کٹ گئے.بحیثیت منتظم ہمیں تو یہ وزنی پتھر تو اٹھانا ہی تھا،سو ہم نے اللہ کے نام پہ ہمت کرلی.خدا ہی بہتر جانتا ہے.کتنی راتیں جاگ کے گزارنا پڑیں.رفقاء کرام کے مراسم شخصیہ کی رعایت سے زیادہ اللہ کو جوابدہ سمجھتے ہوئے مکمل عدل کو ملحوظ رکھتے ہوئے

طالب علمانہ سعی کی گئی ہے. ترتیب وسیٹنگ میں مشہور صحافی اور صاحب قلم جناب ایس اے ساگر صاحب نگراں مرکز البحوث ال إسلامیۃ کا تعاون نا قابل بیاں حد تک ملا، فجزاہ اللہ خیرا

(بانی حلقہ شکیل منصور القاسمی)

---

عمدہ صاف ستھری تحریر ہے پڑھنے سے ہی حضرت مفتی صاحب کی انتھک کوشش کا اندازہ ہوتا ہے اللھم زد فزد

(مولانا افتخار حسن قاسمی. مدرس جامع العلوم کانپور)

---

اس تحقیقی مضمون کو کتابچہ شکل میں پیش کیا جائے تو افادیت میں اضافہ ہو جائے گا.

(رشید احمد قاسمی ناندیڑ مہاراشٹر)

---

ماشآء اللہ مضمون لاجواب تمام گوشوں کو حاوی ہے اللہ جزائے خیر عطاء فرمائے آمین

(سعید احمد قاسمی)

---

حضرت مفتی صاحب کی انتھک محنت، شبانہ روز کی جد وجہد کا یہ علمی، تحقیقی اور جاندار مقالہ شاہد عدل ہے! اللہ تعالی، حضرت مفتی صاحب کو بہترین بدلہ عطا فرمائے آمین

(مولانا امجد اللہ صدیقی قاسمی بوکاروی، منتظم مرکز البحوث الاسلامیہ)

---

سماحة المفتي الوقور والأديب الموسوعي شكيل منصور القاسمي أسعدكم الله بطاعته ،، لقدأديتم حق الموضوع الهام على بساطة البحث مخلصا جزيلا جميلا فجزاكم الله خيرا وأكرمكم في الدارين

وقبل خدماتكم الحميدة المشكورة وألبسكم أثواب العافية و السلامة اللهم تقبل قبولا حسنا:::

(إعجاز أحمد القاسمي خويدم التدريس بدهره دون تحت مقاطعة أوترانشل)

---

تحریر پڑھ کے بڑی خوشی ملی مفتی صاحب کی محنت اورایس اے ساگر کی ترتیب بہت ہی عمدہ ہے ایسا لگ رہا ہے کہ آج مفتی شکیل صاحب کی طرف سے بڑی اچھی دعوت ہوگئی ہے .اللہ دونوں کی محنت کو قبول کرے آمین

(نظام قاسمی ،گڈاوی)

---

بالکل درست فرمایا. یقیناً یہ موضوع انتہائی حساس ونازک ہے.آپ نے بہت ہمت اورمحنت سے کام لیا.البتہ آپ کے دوست حضرات جنہوں نے حکمیت سے انکارکردیا ظاہر ہے کہ انہوں نے اکابر کے ذریعے سکوت کی فہمائش کے پہلوکواختیارکیااوراچھی نیت سے ہی ایسا کیا ہوگا لہذا وہ بھی ان شاء اللہ ماجور ہونگے. بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ محاکمہ پیش کرنے والے،محاکمے سے انکارکرنے والے،بحث میں جانبین اورمساعدین سب ان شاء اللہ ماجور ہونگے کیونکہ کسی کی شرکت بدنیتی پر مبنی نہیں رہی ہوگی.

(ڈاکٹرعبیداللہ قاسمی ،دہلی کالج)

---

ماشاءاللہ بہت عمدہ مفصل مدلل تحریر ہے جب پڑھنے میں اتنا وقت لگا تو پھر لکھنے میں کتنے دن لگے ہوں گے .اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی شایان شان بدلہ عنایت فرمائے اورآپکوصحت وسلامتی کے ساتھ لمبی عمر دے اورخوب دین کا کام لے

(مولاناوقاری نورالحسن قاسمی ،منتظم مرکزالبحوث الاسلامیہ)

---

مضمون بشکل روداد مکمل پڑھا، الحمدللہ وافی شافی ہے، میری کم علمی اور کتابوں سے دوری کی بنا پر کچھ نکات کو سمجھنے میں دقت ہوئی...

یہ نکتہ اہم ہے کہ یزید کی طرف منسوب کی گئی نفس الأمر میں کسی غلط بات کو غلط قرار دینا کف لسان کے منافی نہیں. یہ مضمون اس موضوع پر ایک مختصر اور جامع مقالے کی حیثیت رکھتا ہے... جہاں تک اس مقالے پر ممکنہ اعتراضات کا تعلق ہے تو یہ امر ناممکنات میں سے ہے اور خلاف فطرت ہے کہ کسی بھی کتاب یا مقالے میں ہر ہر اعتراض اور ہر مخالف و موافق پہلو کا اس طرح مکمل احاطہ کرلیا جائے کہ اشکال کی گنجائش باقی نہ رہے..... بہر کیف اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک حساس ترین موضوع ہے جس پر مفتی شکیل صاحب دامت فیوضہم نے قلم اٹھایا ہے اور بہت اعتدال کے ساتھ اسکا حق ادا کیا ہے. فجزاہ اللہ خیرا کثیرا جزیلاً. مقالے کے اخیر میں شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی ''کف لسان اور توقف'' پر تایید پڑھ کر اس فقیر نے راحت کی سانس لی. فللہ الحمد.

(مولانا عامر شیخ صاحب قاسمی ومظاہری)

---

یہ مضمون پڑھ کر مفتی شکیل صاحب سے عقیدت میں بے حد اضافہ ہوا. جزاکم اللہ خیرا

(مولانا و مفتی خلیل الرحمن قاسمی برنی)

---

کئی سال قبل ایک دوسرے گروپ میں حضرت مفتی شکیل صاحب دامت برکاتہم سے بندہ متعارف ہوا تو حضرت کے بعض فتاوی پر بندے نے طالب علمانہ اشکال کیا لیکن حضرت نے ایسا مدلل جواب دوبارہ تحریر فرمایا اور اس قدر شفقت کے ساتھ حضرت نے جواب لکھا کہ بندہ اسی دن سے حضرت کا معتقد ہوگیا. ایک مسئلہ تھا سجدۂ شکر والا اور دوسرا تھا

امتصاص الخ والا.خیر.اللہ پاک حضرت کونظرِ بد سے محفوظ فرمائے
(مفتی شاہجہاں قاسمی، مدن پلی)

---

اللہ تعالیٰ آپ کواپنی شایانِ شان بدلہ عطاء کرے حضرت مفتی صاحب۔
(نسیم قاسمی پرتاب گڑھی حیدرآباد)

---

ماشآءاللہ. بہت ہی علمی وتحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے.صحیح وغلط کا فیصلہ تو اس گروپ کے بالغ نظرممتاز مسافران علم وتحقیق کریں گے؛لیکن ممتاز محقق شکیل منصور القاسمی صاحب نے جس اعتدال وتوازن اور دقّتِ نظر کے ساتھ مہذب اسلوب اور مدلل ومبرہن پیرائے میں محققانہ محاکمہ پیش کیا ہے.امید ہے کہ اہل علم ضرور اس سے متاثر ہونگے.میں بھی جب ان کے اس علمی تحقیقی مضمون کا مطالعہ کیا تومحسوس ہوا کہ مبارکباد دینے والوں میں میرا شامل نہ ہونا یک گونہ حلق تلفی ہے.جوعلمی کام کرنے والوں کے لئے حوصلہ شکن ثابت ہوسکتا ہے. بہرحال یہ ایک علمی بحث ہے ضروری نہیں کہ سب اس جائزہ اور محاکمہ سے متفق ہی ہوں. اختلاف رائے توعلم وتحقیق کا حسن ونکھار ہے، وہ تو سدا رہے گا:" کلٌ یؤ خذمن کلامہ ویُرد علیہ الا صاحب ہذاالقبر"

لیکن معاملہ تفسیق چونکہ انتہائی حساس ودوررس اثرات کا حامل ہے. بات صرف یزید تک ہی محدود نہ رہے گی.سلسلہ چل پڑا تو یہ معاملہ ان کے والدمحترم کی تعلیم وتربیت پر جا کرختم ہوتا ہے جوایک صحابیِ رسول ہیں.اوران کے بارے میں احادیث میں بڑے فضائل آئے ہیں. اس لئے میرے خیال میں مفتی شکیل صاحب کی معتدل تحریر جوکہ اپنے اکابر کی فکروں سے ہم آہنگ ہے.اسے قبول کرلینا چاہئے،مزیداس پرتبصرہ اورلایعنی بحثوں سے احتراز کرنا چاہئے۔
(محمدارشدشمس قاسمی.قاضی شہرپورنیہ)

آپ انتہائی خوش نصیب اور اہل علم وفن میں ممتاز ومنفرد شخصیت کے مالک ہیں. مبدأ فیاض سے علم وتحقیق کا وافر حصہ عطا ہوا ہے." ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء" ۔۔۔۔"قلم گوید کہ من شاہ جہانم" ۔۔نوجوان علماء وفقہاء کی آپ کے علم وتحقیق پر وارفتگی میرے خیال کی تصدیق ہے۔خدا کرے کہ یہ سلسلہ دراز رہے اور صحت وسلامتی کے ساتھ عمر خضر نصیب ہو کہ ہم جیسے رفقاء کو آپ کی خوبصورت رفاقت پر ناز رہے۔۔۔

(مفتی محمد اطہر القاسمی. نائب صدر جمعیت علماء بہار)

ماشآءاللہ۔آبروئے نوجوان علماء دیوبند حضرت مولانا مفتی شکیل منصور صاحب قاسمی وامت برکاتہم نے اپنی علمی تحقیقی متوازن سنجیدہ تحریر سے حق حکمیت کما حقہ ادا فرمادیا ہے۔ جزا اللہ عنا خیرالجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ اللہ رب العزت حضرت مفتی صاحب کو عمر خضر عطاء فرمائے اور علم۔اعمال صالحہ۔خوب خوب برکت عطاء فرمائے۔اور دینی۔دنیاوی۔اخروی۔ظاہری۔باطنی۔میں خیرات وبرکات کا نزول فرمائے۔اور امت کی صحیح رہنمائی کے لئے قبول فرمالے آمین یارب العالمین۔

(خورشید انور قاسمی، چمپانگر، بھاگلپور)

بفضل رب مفتی مولانا شکیل منصور القاسمی صاحب زید مجدہ نے قلم اٹھایا اور موضوع کا حق ادا کردیا، افراط وتفریط سے پاک انتہائی معتدل تحریر ہے، جچے تلے الفاظ، کوثر وتسنیم سے مغسول سے تحریر سے سے واضح ہوگیا کہ وہ شمعِ انجمن ہیں وہ سب کے رفیق ہیں اور سب سے جدا بھی، وہ بے ہمہ بھی ہیں اور باہمہ بھی، وہ دور اندیش بھی ہیں اور تیز نظر بھی. مضمون کے ہر پیراگراف سے ظاہر ہوا کہ وہ پہاڑ کے اس پار دیکھنے کی قدرت وصلاحیت رکھتے ہیں

ماشآءاللہ! میرا من کرتا ہے آں حضور کی خدمت میں کوئی نذرانہ پیش کروں، اس لئے 500 روپے بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں اگر قبول افتد۔ اللہ تمام شرور وفتن اور نظر بد سے مامون ومحفوظ فرمائے آمین یارب العالمین

(فخرالزماں قاسمی مظفرنگری)

---

آپ کے دلی جذبات اور محبتوں کی بے حد قدر ہے. نذرانہ تو کسی مسکین عالم دین کو دیدیں. علمی وتحقیقی کام خدمت واشاعت دین کے جذبے سے انجام دیتا ہوں اس پہ مالی نذرانے قبول کرنا بندے کا اصول نہیں ہے. آپ سے مخلصانہ اٹوٹ محبت ہی سرمایہ حیات ہے. آپ کی طرف سے سب سے بڑی سوغات غائبانہ دعاء ہوگی کہ اللہ تعالی میری زندگی اور صحت وعافیت کو اشاعت وحفاظت دین کے لئے قبول فرمائے. اور تادم زیست جادہ حق پہ قائم اور مسلک دیوبند کا پہرہ دار بناکے رکھے۔

(شکیل منصور القاسمی)

---

ماشآءاللہ، تبارک اللہ. انتہائی مفصل تحریر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تحریر کو مسئلہ یزید سے متعلق، حلقے میں گفتگو کے خاتمے کا ذریعہ بنائے۔ اور آپ کو اپنی شایان شان بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

(مفتی سعد مذکر قاسمی، نئی دہلی)

---

ماشآءاللہ. بہت خوب، اللہ تبارک وتعالیٰ بھرپور اجر عطا فرمائے، فسق یزید کے موضوع پر تحقیقات کی یہ تدقیقات انیقہ اصل حقیقت کی بہترین عکاسی ہے، تحقیقات کے حوالہ جات کی تہ میں غوطہ زن ہوکر اس میں مستور ومکنون درہائے نایاب تک رسائی کی یہ سعی جمیل

نہایت ہی قابل تحسین عمل ہے، حضرت مفتی صاحب کو اس خامہ فرسائی پر ہم دل کی گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں، اور بارگاہ الہی سے ان کے لئے اجر جزیل کے متمنی ہیں،
فسق یزید کے تعلق سے پیش کردہ مثبت ومنفی ہر دو قسم کے حوالوں کو مکمل چھان پھٹک کر اور اس پر چھائے ہوئے کائیوں کو صیقل کر کے اس کی اصلیت کو اس محاکمے میں بے نقاب کردی گئی ہے، جس سے فکر ونظر کو تزلزل اور گہرے دلدل میں پھنسنے بچا یا جاسکے گا، "ان اللہ گو الموفق للسداد"

مفتی شمشیر حیدر صاحب قاسمی ارریاوی
(نگراں واستاذ شعبہ افتاء جامعہ رحمانی خانقاہ، مونگیر، بہار، منتظم مرکز البحوث الاسلامیہ)

---

ماشآءاللہ. الفاظ نہیں ہے میرے پاس! پہلی بار اس طرح کا تحقیقی جائزہ پڑھنے کا موقع ملا۔ دو بار پڑھ چکا ہوں دل صدا لگا رہا ہے مزید متعدد بار پڑھوں۔
'بارك الله فيك وصانك الله من كل شطط وحماك الله من كل زلل.'
فجزاکم اللہ احسن خیر الجزاء. ماشآءاللہ
(مفتی غلام مصطفی عدیل قاسمی)

---

یزید کے سلسلے میں محترم مفتی شکیل منصور قاسمی زید مجدہ کی تحریر نظر نواز ہوئی. جناب مفتی صاحب کی صلاحیت، قابلیت، ان کے زور قلم، تحریر کی شگفتگی، بے ساختگی اور روانی میں کوئی شبہ نہیں ہے، اس میں بھی شک نہیں کہ یہ محققانہ تحریر بڑی جانکاہی، سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی اور ہزاروں اقتباسات پر غور فکر کے بعد معرض وجود میں آئی ہوگی، یقینا اس کے لئے کئی راتوں کی نیندیں قربان کرنی پڑی ہونگی، کھانے پینے کے اوقات متاثر ہوں گے، نہ جانے کتنے ضروری کاموں کو مؤخر اور ملتوی کرنا پڑا ہوگا ........ بہر حال یہ ایک شاہکار

تحریر ہے اور دستاویزی حیثیت بھی رکھتی ہے اللہ تعالی موصوف کو صحت و عافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھے، ان کے فیض کو مزید عام فرمائے، اُن کے علم وعمل میں برکت اور ترقی عطا فرمائے. مکمل تحریر پڑھنے بعد ذہن میں جو تاثر ابھرتا ہے ایمان داری کی بات یہ ہے کہ اُس کا تذکرہ بھی کرنا چاہئے اس لئے چند جملے مزید عرض کرتا ہوں. ہم سب جانتے ہیں کہ ہر خبر کے اندر ایک خبر پوشیدہ ہوتی ہے جس کو خبروں کی تراش خراش سے واقف ہر شخص دیکھ سکتا ہے، اسی طرح ہر تحریر کے اندر بھی ایک تحریر ہوتی ہے اور دو سطروں کے درمیان ایک بین السطور ہوتا ہے، اس کو بھی لکھنے پڑھنے سے شغف رکھنا والا ہر آدمی محسوس کرسکتا ہے .........حالانکہ مفتی صاحب نے تحریر کے آخری حصے میں سمھالنے کی کوشش کی ہے مگر مجھ ناقص کے خیال کے مطابق مکمل تحریر پڑھنے کی بعد وہ لوگ جو یزید کی (دبے الفاظ ہی میں سہی) کسی حدتک تعریف کرتے نظر آتے ہیں اپنے حق میں اس تحریر کا استعمال کر سکتے ہیں، ممکن ہے اِس حقیر کا یہ خیال" خیالِ خام" ہو. واللہ اعلم

مولانا محمود خاں صاحب دریابادی

(رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، چیرمین آل انڈیا علماء کونسل، ممبئ، ونگراں مرکز البحوث)

---

مولانا دریابادی صاحب کے تبصرہ پہ تبصرہ. حضرت معذرت اور معافی کے ساتھ...

بڑے ادب سے عرض ہے کہ آپکے بیان کردہ اس نکتے سے انکارنہیں...لیکن حق یہ ہے کہ موضوع چاہے فسق یزید ہو یا مخالفت یزید، ہر دو میں رافضیت یا ناصبیت والوں کے لئے مواد رہتا ہے اب یہ قاری کی دیانت پر ہے کہ صاحب تحریر کے ہر جملے کا کیا محمل تلاش کرتا ہے اور اسے کس طرح justify کرتا ہے. قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں علامہ حبیب الرحمن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کو رافضیت نظر آ گئی اور علامہ حبیب الرحمن کی کتاب میں

علامہ طاہر گیاوی صاحب کو ناصبیت مترشح ہوتی محسوس ہوئی ...... اوران دونوں کی کتابیں اس وقت پڑوسی ملک میں دونوں رجحان کے لوگ (یعنی رافضی اور ناصبی) اپنے مستدل کے طور پر پیش کرتے ہیں. معلوم ہوا کہ مسئلہ صرف رجحان کی شدت کا ہے، رجحان میں جس درجے شدت ہوگی، قاری کو تحریر میں اس کے اثرات محسوس ہونگے..... بخاری شریف کی صحیح روایات جہاں ایک طرف رافضیت کی مستدل ہیں وہیں دوسری روایات صحیحہ خارجیوں اور ناصبیوں کی بھی مستدل ہیں (نفس الأمر میں مستدلات کی صحت وسقم اور محمل صحیح سے بحث نہیں) حتی خارجیوں کو" اِن الحکم الا اللہ" کی دلیل قرآن پاک سے بھی مل گئی.

لہذا کسی موضوع پر بھی قلم اٹھانا اور اسکے لوازمات سے دامن بچانا خلاف فطرت ہے.

(مولانا عامر شیخ مظاہری قاسمی)

---

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.

حضرت! اس مضمون کو پڑھنے میں اور اس قیمتی عادلانہ منصفانہ آپ کی تحریر کو شروع سے لے کر آخر تک پڑھنے میں واللہ. چالیس منٹ مجھے تقریباً لگے ہیں. اور تقریبا دو ہزار چودہ سے بندہ واٹس ایپ استعمال کر رہا ہے. اب تک سینکڑوں کی تعداد میں گروپ میں شرکت رہی. بہت سارے گروپ کو ترک بھی کر دیا چھوڑ دیا. ابھی معدود چندے گروپ باقی ہے. جن میں سے سب سے اعلی گروپ یہ مرکز البحوث الاسلامیہ ہے.. جو کہ سب سے ممتاز و منفرد ہے. آپ کی تحریر نے آج بہت ہی زیادہ دل خوش کر دیا ہے. جو آپ کی سابقہ تحریروں میں یہ سب سے منفرد اور انوکھی تحریر ہے.. بہت ہی شاندار ہے. عمدہ ہے. مدلل ہے. ہر پہلو کو اس میں ملحوظ رکھا گیا. غیر جانبدارانہ. منصفانہ. بالکل اللہ کو حاضر و ناظر رکھتے ہوئے آپ نے اس کو مرتب فرمایا ہے.. اور بڑے بڑے اکابرین نے جو لکھا اور دیگر حضرات نے جو لکھا کسی نے تفسیق کا قول لیا. کسی نے عدم تفسیق کا قول لیا ہے تمام جزیات کو

آپ نے مدلل انداز میں اس میں مرتب فرمایا. واقعی بڑی جانفشانی کے ساتھ آپ نے کئی راتیں جاگ کر کے اپنا خون پسینہ بہاکے آپ نے تحریر فرمایا ہے. اب ہم گروپ والوں پر لازم ہے کہ وہ آپ. دعوت کریں! حضرت! یقیناً آپ کی دعوت ہونی چاہئے بلکہ ایک زوم میٹنگ ہونی چاہئے. جس میں ہم سب مل کر آپ کا شکریہ ادا کریں. چونکہ آپ باہر رہتے ہیں اس لیے براہ راست آپ کی دعوت ناممکن ہے. تو زوم میٹنگ ایک رکھ لی جائے. جس میں کلمات تشکر ہو اور آپسی مذاکرہ ہو. کسی ایک موضوع کو لے لیا جائے تو انشاء اللہ بڑا فائدہ رہے گا. بندہ بس یہی عرض کرنا چاہتا ہے کہ چالیس منٹ اس کو پڑھنے میں لگے. واٹس ایپ میں اتنا لمبا مضمون اور اتنا وقت لگا کر میں نے کبھی اتنے طویل زمانے میں آٹھ نو سال کے زمانے میں میں نے کبھی نہیں پڑھا. آپ کا مضمون پڑھتا گیا⁙ پڑھتا گیا.. دلچسپی بڑھتی رہی کہ آخر تک پڑھ ڈالا آخر میں ایک دو سطر پر پہنچا تو مغرب کی اذان ہوگئی. تو نماز پڑھا کر کے ابھی واپس آیا ہوں. اللہ تعالی آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے. اور جانبین کو یہ جو قول فیصل ہے اس پر اطمینان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو اسی طرح کی مزید تحریریں لکھنے کی، فتاوی مرتب کرنے کی اور آپ کے جتنے فتاوی اس سے پہلے ہزاروں کی تعداد میں مختلف مقامات پر شائع ہوئے ہیں ان سب کو میرے جیسا کہ پہلے بھی میری آرزو تھی اور آپ سے عرض بھی کیا تھا کہ باضابطہ کتابی شکل میں آپ کی اس تمام تحریریں آنی چاہئے. اللہ تعالی اس کو بھی انجام تک پہنچائے. آمین. والسلام علیکم ورحمۃ اللہ.

(مفتی شاہجہاں قاسمی مدن پلی، آندھرا پردیش)

---

مفتی شکیل منصور قاسمی صاحب دامت برکاتہم کی تحریر پر میرے ملاحظات

محمد نوشاد نوری قاسمی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتی شکیل منصور قاسمی صاحب زید مجدہم کی تحریر دیکھی، جو انہوں نے گروپ میں جاری

فسق یزید کے محاکمے کے طور پر لکھی ہے، بلاشبہ مفتی صاحب نے اس تحریر کے لئے بڑی محنت کی ہوگی، ممبران گروپ نے اس تحریر پر خوب صورت احساس کا اظہار کیا ہے، جو قابل قدر ہے، بحث کے دوران ہی کئی بار میں نے بحث کے خاتمہ کی درخواست کی تھی، مجھے اندازہ تھا کہ یہ بحث کسی نتیجے پر نہیں پہنچے گی، مفتی شکیل صاحب کی تحریر دیکھنے کے بعد جو ملاحظات میرے دل میں آئے، وہ من وعن لکھتا ہوں، تحریر پر دیگر ممبران کی تبصرے کی طرح اسے بھی ایک تبصرہ ہی سمجھا جائے۔

1- کسی مسئلہ میں محاکمہ الگ چیز ہے اور کسی مسئلہ کی تحقیق الگ چیز ہے، محاکمہ فریقین کے پیش کردہ مواد کے درمیان محصور ہوتا ہے، جب کہ تحقیق کی تحدید نہیں کی جاسکتی ہے، محاکمہ بحث کو ختم کرتا ہے، جب کہ تحقیق بحث کے نئے دروازے کھولتی ہے، اس تحریر میں دونوں چیزیں جمع ہوگئی ہیں، اس لئے خلجان پیدا ہونا معقول ہے، ابتدائی حصہ محاکمہ کی روح لیے ہوا ہے، اس لئے متانت اور سکون ہے، جب کہ بعد کا حصہ تحقیق کی قبیل سے ہے، جس میں ایک نظریہ کی تائید ہے، اس لئے تموج اور عاطفیت کا عنصر نمایاں ہے۔

2- جو لوگ فسق یزید کے قائل نہیں ہیں، ان میں ایک نام حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی لکھا گیا ہے، اگر یہ صحیح ہے تو یہ بات اہم ہے، اس لئے کہ ان کا شمار فکر دیوبند کے اہم ترین شارح میں ہوتا ہے، اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ان کی کوئی تحریر حوالے میں پیش کی جائے، جس میں انھوں نے بصراحت فسق یزید کی نفی کی ہو۔

3- حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی صاحب دامت برکاتہم نے تحریری طور پر فسق یزید کے سلسلے میں کیا موقف اپنایا ہے، اسے دیکھنے کی ضرورت ہے، یہ میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ انھوں نے بھی اپنی تحریروں میں فسق یزید کی بات لکھی ہے۔

4- مفتی شکیل منصور قاسمی صاحب زید مجدہم کی یہ تحریر اگر مسئلہ فسق یزید کی

تحقیق ہے جیسا کہ دلائل اور دلائل پر تبصرے سے معلوم ہو رہا ہے تو یہ بہت ناقص تحریر ہے، اور بہت سی وہ باتیں لکھ دی گئی ہیں، جن کا جواب اکابرین علماء تحقیق دے چکے ہیں، جیسے یہ عبارت: " اگر اس میں اہلیت یا صالحیت نہ ہوتی، یا فسق و فجور کے جراثیم ہوتے تو کیا یہ متصور ہے کہ صحابی رسول فاسق و فاجر کے لئے دوسروں سے بیعت لیں؟" ، جمہور علماء کے نزدیک فسق یزید کا مسئلہ حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد کا ہے، جیسا کہ اسباب فسق کو دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

5- یہ عبارت مفتی شکیل منصور صاحب کی ہے: ''لیکن قاتلین سے سختی سے نمٹنے، انہیں قرار واقعی سزا دینے یا اپنے کمانڈروں کو صاف صاف قتل حسین سے منع کرنے کا فرمان پہلے سے نہ بھیجنے جیسے حقائق سے پہلو تہی کرنا یا کمزور و نکمی تاویلات رکیکہ کے سہارے دلوں کو طفل تسلی دیتے ہوئے ان حقائق سے صرف نظر کرنا بڑا مشکل ہے. ٹھیک ہے یزید امام حسین کی نعش دیکھ کر غضبناک ہوا ہو. اس کی آنکھیں بھر آئی ہوں. ابن زیاد کو بد دعائیں دی ہوں. لیکن فرمار وائے سلطنت ہونے کی حیثیت سے یزید کو بری الذمہ بھی قرار نہیں دیا جا سکتا. قلمرو میں خچر مر جانے پہ حکمراں اور خلیفہ خود کو مسئول سمجھتے ہوئے قابل احتساب سمجھ سکتا ہے تو اتنی بڑی شہادت سے یزید کا پلو جھاڑ لینا کسی طور سمجھ نہیں آتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول تاریخ میں ثبت ہے: " فرات کے کنارے بکری کا بچہ بھی مر جائے تو اس کا سوال عمر سے ہوگا" ۔

اس عبارت میں ''پلو جھاڑ لینا'' اور ''کسی طور سمجھ نہیں آتا'' کا کیا مفہوم ہے؟ کس نے پلو جھاڑا اور کس کو سمجھ نہیں آئی؟ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ پر یہ تبصرہ بہت ہی ہلکا اور پھُسپھُسا ہے۔

6- فسق یزید کی تمام روایتوں کی بنیاد واقدی، ابو مخنف، عوانہ بن الحکم اور عمر بن شبہ پر نہیں ہے؛ بلکہ صحیح روایات بھی ہیں۔

7- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں کا بیعت نہ توڑنا یا اس کو امیر المؤمنین کہنا عدالت یزید کی دلیل نہیں ہے، کیوں کہ خلیفہ فاسق ہونے کے بعد بھی امیر المؤمنین ہے اور فسق کے بعد بھی اس کی اطاعت بہت سارے علماء کے نزدیک واجب ہے۔

8- حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ جن کی گفتگو محمد رحمۃ اللہ علیہ بن الحنفیہ سے کوئی ہے، وہ صحابی ہیں، انہوں نے شرب خمر کے بارے میں کہا کہا: ''ہم نے نہیں دیکھا؛ مگر یہ حق ہے''، صحابیؓ کی بات کو ہم بلا وجہ کا افتراء نہیں کہہ سکتے۔

9- ''سانحہ کربلاء یقیناً تاریخ کا سیاہ ودل دوز حادثہ تھا جس نے سب کا کلیجہ چھلنی کر دیا، ان تمام نا قابل بیان قلق واضطراب کے باوجود اس کے بعد حدود سلطنت میں کہیں بھی ردعمل میں تفسیقی منجنیق کے گولے داغے گئے؟ یا تفسیق وخون ریزی کو بنیاد بنا کر یزید کے خلاف کہیں بغاوت کی گئی؟''

یہ عبارت بہت تکلیف دہ ہے، کیا جن اکابر علماء (جن کی تعداد سینکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں میں ہے) نے یزید کو فاسق کہا، انہوں نے تفسیقی منجنیق کے گولے داغے؟ یہ تعبیر کسی درجہ میں بے ادبی سی معلوم ہوتی ہے، اور کیا فسق امیر یا خلیفہ کے بعد بغاوت فرض اور متفق علیہ مسئلہ ہے؟ کہ اسے بنیاد بنا کر یزید کی پاکی داماں کی حکایت بڑھائی جارہی ہے؟

10- یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینے والی وہ بات جو شہید کربلاء رضی اللہ عنہ نے زیاد سے کہی تھی اس کو بنیاد بنا کر جس قدر یزید کو قابل اعتماد اور معتبر بنانے کی کوشش کی جائے گی، حضرت شہیدؓ کربلاء کا خروج اتنا ہی سؤالات کے گھیرے میں آتا چلا جائے گا، پھر کیا وجہ ہوئی کہ حضرتؓ نے ابن زیاد کے سامنے بیعت نہ کی اور اپنے لیے اور تمام ساتھیوں اور اہل بیت کے لئے مظلوماً شہید ہونا گوارہ کرلیا؟ یہیں پر آ کر فسق یزید کا مسئلہ دفاع صحابہؓ سے ہم رشتہ ہو جاتا ہے اور اس طرح ضمنی طور پر، ثانوی عقیدے سے متعلق ہو جاتا ہے۔

11- افسوس ہے کی دلائل پر گرم گفتاری کے ساتھ تبصرہ کرتے ہوئے واقعہ حرہ کونظرانداز کردیا گیا؟ کیا واقعہ حرہ میں بھی یزید کا عمل دخل نہیں تھا؟ اور کیا یہ بھی مؤرخین (یا مفتی شکیل صاحب کی تعبیر میں: سیاسی افیون میں بدمست جانبدار مؤرخین) کی افسانہ نگاری ہے؟

12- مفتی شکیل منصور صاحب کا یہ دعوے ہنوز محتاج ثبوت ہے کہ: متعدد اہل بیت، اجلاء تابعین اور صحابہ سے یزید کے خلاف پھیلائے گئے الزامات فسق کی تردید ثابت ہے''، حضرت محمد بن الحنفیہ کے سوا کس نے ان الزامات فسق کی تردید کی؟ اور حضرت محمد بن الحنفیہ کی روایت بھی انہی تاریخ کی کتابوں میں ہے اور ان ہی راویوں سے منقول ہیں جنہیں ''قصہ گو اور جعل ساز و مجہول الحال'' ہونے کی سند دی گئی، تو کیا وجہ ہے کہ اسے مسئلہ کا مدار بنایا جارہا ہے؟ بیعت نہ توڑنا یا امیر المؤمنین کہنا یا یزید کے عہد خلافت میں کوئی ذمہ داری قبول کرنا؛ ان امور سے قطعا فسق یزید کی تردید پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ یہ تمام امور فاسق امیر کے ساتھ بھی انجام دیے جاسکتے ہیں۔

13- حیرت ہوتی ہے کہ وہ مؤرخین جو فسق یزید کے مسئلہ میں سیاسی افیون میں بدمست جانبدار تھے، وہ غزوہ قسطنطیہ والی حدیث میں کیسے معتبر ہوگئے؟ اور اس حدیث کی تشریح میں معتبر شراح حدیث کہ توجیہات کیوں نظرانداز کردی گئیں؟

14- غلمان من قریش اور امارۃ الصبیان والی صحیح احادیث اور ان کے مصداق میں جمہور محدثین کے موقف کو نظرانداز کرنے کی وجہ بھی سمجھ میں نہیں آئی۔

15- فسق یزید کا مسئلہ عقیدہ کا مسئلہ نہیں ہے؛ لیکن وہ محض تاریخی مسئلہ بھی نہیں ہے؛ بلکہ ایک نظریاتی مسئلہ ہے، ظاہر ہے جن اکابر علماء نے اس موضوع پر لب کشائی کی، انہوں نے بحیثیت مؤرخ لب کشائی نہیں کی ہے؛ بلکہ بحیثیت عالم اور مفکر اس پر اظہار خیال فرمایا ہے، اور نظریاتی مسئلہ میں ہماری تحقیق بھی، اکابر علماء کی ترجیحات کے دائرہ میں ہونی

چاہئے، یہاں تحقیق کے عمل کو بالکل بے مہار نہیں چھوڑا جاسکتا ہے، فسق یزید کے مسئلہ میں فکر دیوبند کی اساسی شخصیات کی تصریحات کی روشنی میں جماعت دیوبند کا ایک موقف متعین ہوجاتا ہے، جس میں کسی کی بھی تحقیق، انفرادی رائے یا انفرادی تحقیق سے آگے نہیں بڑھ سکے گی۔

## خلاصہ:

حضرت مفتی شکیل منصور قاسمی صاحب میرے لئے بہت محترم ہیں، میں نے ہمیشہ ان کے خیالات کو بڑی اہمیت دی ہے، اختلاف رائے کا مطلب کسی طرح شخصیت کو مجروح کرنا نہیں ہے، انہوں نے اپنے مضمون میں خود ہی اہل علم سے خامیوں اور کوتاہیوں پہ مطلع کرنے کی گزارش کی ہے، اسی خیرخواہی میں یہ گزارشات پیش کی گئی ہیں، امید ہے ان سے مزید غوروخوض کی راہ ہموار ہوگی.ان شآءاللہ۔

محمد نوشاد نوری قاسمی.19 محرم 1444ھ

---

مولانا نوشاد نوری صاحب!

محترم!!! اعتراضات کی اس سے دوگنی فہرست بھی بن سکتی ہے اور جب اس مسئلے پر قاری طیب صاحب نوراللہ مرقدہ، علامہ حبیب الرحمن صاحب نوراللہ مرقدہ کی مفصل کتب بھی بے شمار اعتراضات کا شکار رہیں تو یہ مختصر تحریر تو یقیناً اعتراضات کی زد میں آئے گی ہی، یہ تحریر محض چند نکات پر نظر رکھ کر لکھی گئی ہے تمام پہلوؤں کا احاطہ نہ مقصود ہے اور نہ ہوسکتا ہے، مفتی شکیل صاحب کی تحریر پر بندے نے اپنے تبصرے میں یہ بات لکھی بھی تھی کہ کسی بھی تحریر میں تمام تر ممکنہ اعتراضات کا احاطہ ممکن نہیں.....بہر کیف...آپکے ذکر کردہ نکات میں اصلاً صرف دو نکتے لائق التفات ہیں:

ایک: محمد بن الحنفیہ کی روایت:

دوسرے: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی یزید کی بیعت پر آمادگی:

بقیہ نکات کا حل تھوڑی سی گفت شنید کے بعد حل ہوسکتا ہے، آپ خود بھی حل کر سکتے ہیں لیکن جس نوع کا جذبہ اس تبصرے میں عیاں اس کے پیش نظر آنمحترم سے اعتدال کی توقع ذرا کم ہے۔

(عامر شیخ مظاہری قاسمی)

---

مولانا نوشاد نوری صاحب کے ملاحظات پر عاجز کے گزارشات

بقلم: محمد توصیف قاسمی

1: محاکمہ وتحقیق یقیناً دو الگ الگ چیزیں ہیں، گروپ "مرکز البحوث الاسلامیۃ" پر جو گفتگو ہوئی تھی وہ باقاعدہ مناظرہ تو نہ تھی، شکل مناظرہ کی ضرور تھی، ویسے آنا تو محاکمہ ہی تھا: کہ جانبین کے نزاعی قضیہ چکانے کو محاکمہ کہتے ہیں؛ مگر مفتی شکیل صاحب گروپ پر پہلے ہی وعدہ کر چکے تھے کہ وہ اپنی تحقیق وتحریر بھی پیش کریں گے، نیز اس کا مقصد اس بحث کو گروپ سے ہمیشہ کے لئے بند وختم کرنا بھی تھا، جس کے لئے کارواں کا میر میر نہ بنے تو کون مناسب ہوگا؟

یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ تحقیق وتنقیح کوئی انتہاء نہیں، اور جب تحقیق ہو وہاں تقلیدی باتیں و حوالے بھی مفید نہیں۔

2،3: یہ شخصیات کی باتیں ہیں، کم از کم حضرت مولانا عبد العلیم صاحب کے بارے جو بندہ کو سمجھ میں آیا ہے وہ اس بحث کو ہی فضول سمجھتے ہیں، سکوت کو ترجیح دیتے ہیں، نیز سکوت کو رد رافضیت کا بڑا ذریعہ بتاتے ہیں، یہ بھی سنا کہ یزید پر جتنی گفتگو ہوگی رافضیت کو اتنی تقویت ہوگی۔

4: فسق یزید کا مسئلہ خود طے شدہ نہیں، اگر بعد کا ہے تو وقت شہادت، بیعت کی

درخواست جو کہ متعدد تاریخی مصادر میں ثابت ہیں کی ہی نہ جاتی!، جب کہ ایک طرف کے مؤرخین خروج کے وقت فسق کے اتنے دلائل دیتے ہیں کہ اس کا فسق نہ ہوا کفر ہو گیا، حیرت کی بات نہیں بعض کو کفر کا قائل بھی ہونا پڑا۔

5: جب تک ہم نے اس عنوان کی کتابوں کو نہیں دیکھا تھا تب تک نہیں دیکھا تھا، مگر جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ فسق کی روایات نقل کرنے والے کس قدر بودی باتوں کا سہارا لیتے ہیں۔

ایک مصنف نے بلاذری کی انساب کو اس لئے غیر معتبر کہہ دیا کہ اسے اسرائیل نے طبع کروایا تھا۔

یہ کس درجہ رکیک جواب ہے، ایک عام مولوی کہتا تو کوئی بات نہ تھی، مگر ایک نامور محقق ہی ایسے پھسپھسے جوابات دیتے ہیں، اور حامیین حضرات مواقع بحث میں کہتے کہ اس کا جواب فلاں نے دے دیا ہے۔

جبکہ علم وتحقیق کے طالب کے لئے یہ سب باتیں لائق توجہ تک نہیں۔

6: محققین فسق یزید اگر ان روایات کو نہیں لیتے تو لطف کی بات یہ ہے کہ ان کا وہ رد بھی نہیں کرتے، اردو مصنفین میں تقریباً سب کا حال یہی ہے، شاید یہ خیال آتا ہو کہ کہیں یہ بھی یزید کی حمایت نہ ہو جائے۔

روایات اور ان کے محامل متضاد ہیں، اسے قبول کرنا بعض حضرات کے لئے مشکل ہے۔

7: صحابی کا سکوت مسئلہ نہیں، مگر صحابہ کا سکوت مسئلہ ہے، اگر کل کا سکوت ہے تب تو اجماع ہو گیا، اگر ایک تعداد کا سکوت ہے تو یہ منجملہ ایک رائے ہے، جس سے کم از کم سکوت تو ثابت ہوتا ہے۔

8: عبداللہ بن مطیع صحابی ہیں تو محمد بن حنفیہ عالم ربانی صاحب علم وفضل تابعی شہید کربلا کے عصبہ ہیں، ایسے مجتہد وابن علی وبرادر شہید کربلا سے یہ توقع نہیں کہ وہ کسی ناسمجھی میں ایسی

تر دید کر بیٹھیں، صاحب البیت ادری بما فیہ۔

9: ایسی لفظی گرفتوں کو اگر دیکھا جائے تو اکابر کے اکابر تک کا قلم محفوظ نہیں، اس پر ایک تبصرہ زیر تحریر مضمون میں متوقع ہے۔ان شآء اللہ۔

10: دفاع صحابہ ضمنی عقیدہ نہیں، مستقل عقیدہ ہے، یہی بات اگر سمجھ لی جائے تو سکوت سے افضل کچھ نہ لگے۔

نیز یہ بات اگر سمجھ لی جائے تو فسق یزید کے درپے ہونا یا اسے عقیدہ کہنا خود بے معنی ہو جائے گا، ایک طرف حضرت حسین ہیں دوسرے طرف حضرت معاویہ ہیں۔

رہی بات یہ کہ شہادت حسین رض فسق یزید پر موقوف ہے یا نہیں؟

تو اس کا جواب مفصل تحریر میں ان شآء اللہ عرض کروں گا۔

11: واقعہ حرہ وغیرہ کا ذکر فسق یزید میں شمار کرنا یہ بیان کرتا ہے کہ یہ صرف دفاع شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ نہیں۔

12: روایات متضاد ہیں، اس سے صرف نظر ممکن نہیں۔

ایک فاسق امام، بادشاہ وامیر جس نے جگر گوشہ رسول کو قتل کیا ہو اس تصور کے باوجود کتنا غیرت مند مسلمان ہو گا جو اس کی امارت کے کام خاموشی سے انجام دیتا رہے گا؟

ایک آدمی کا ایمان بھی اتنا گرا نہیں ہو سکتا، صحابی تو صحابی ہیں۔

13 و 14: روایات کے عموم عام ہوتے ہیں، شراح کے اقوال بس ایک احتمال ہوتے ہیں، مگر اسے فضیلت کی احادیث میں قول، اور مذمت کی روایات میں عقیدہ کہنا انصاف وایمانداری نہیں۔

15: میں معذرت نہیں چاہتا مگر یہ کہنا ضرور چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے حلقہ کا بڑا عیب ہے کہ ہمارے یہاں "اکابر کی ترجیحات" یا تحقیقات حدود وقیود ہیں، اگر کوئی اس کے خلاف نکل جائے تو گمراہ یا مثل گمراہ ہو جاتا ہے، اور آپ کو حیرت ہو گی کہ ان میں سے اکثر و بیشتر

ترجیحات ظنی وفروعی مسائل میں سے ہیں۔

سچ جانئے کہ اس مفروضے کی کوئی حقیقت نہیں، اگر حقیقت ہے تو آپ ہمیں بتائیں کہ دیوبندیت کے یہ نئے اصول فقہ ودین کون سے ہیں؟ جن میں اکابر کی تحقیق سے خروج واجب تردید یالائق متارکت عمل ہوجاتا ہے۔

نیز کیا خود اکابر دیوبند نے ایسا کیا تھا وہ کسی کی ترجیحات کے درمیان محدود ومقید رہنا واجب سمجھتے تھے؟

ایسا کچھ بھی نہیں، انھوں نے اہل السنہ کے اصول دین وفقہ، اصول تفسیر وحدیث وغیرہ انھیں اصول وقواعد کو برتا جو ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں، انھوں نے ان سے خروج کو گمراہی سمجھا، ہم بھی یہی عقیدہ وفکر رکھتے ہیں، اگر ان اصول کے دائرے میں رہ کر کوئی اکابر سے الگ اہل السنہ کے حدود میں رائے قائم کرے تو وہ یہ دیوبندیت کے خلاف ہے نہ اکابر دیوبند کی ترجیحات کی مخالفت۔ ایک غلط فہمی اور ہے کہ فسق یزید کا تعلق عقیدہ یا نظریہ سے ہے۔

مولانا نوری صاحب کے لئے تو مزید موقع تھا کہ " آئینہ کردار یزید" میں ان پر یا فسق کو عقیدہ ہونے پر جو ملاحظات قائم کئے گئے ہیں. اسی ضمن میں اس بات کو اہل سنت کے اصول سے درجہ تحقیق کو پہنچا دیتے، اگر ایسا کچھ لکھا ہو تو ہماری نظر سے نہیں گذرا، ہم منتظر ہیں کہ اس سے استفادہ کریں۔

واضح رہے کہ فقہاء اسلام، علماء مذاہب اربعہ نے بس ایک ہی تقسیم کی ہے اور اس میں دو قسمیں کی ہیں، ایک یقینیات وقطعیات، دوسرے ظنیات وفروع۔

یقینیات کے دو دائرے ہیں، ایک ایمان وکفر، دوسرے سنت وبدعت۔

اس میں بین بین نظر وفکر نام کی کوئی چیز نہیں، فکر نظریہ عموما واطلاقا عقیدہ پر ہی بولا جاتا ہے، اگر اس سے علیحدہ یہ کوئی نئی یا الگ اصطلاح ہے تو اسے اصولوں سے ثابت کیا جائے۔

**خلاصہ یہ کہ:**

فسق یزید عقیدہ کا حصہ نہیں، بس ایک تحقیق ہے۔

ہمیں دفاع کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ وہ صحابی نہیں، کہیں بطور جواب یا دفاع چیز معلوم ہوتی ہے تو صرف بطور معارضہ یا اثبات تضاد کے لئے ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید حقیقی ہیں، اس کا انکار یا کسی طرح کردار کشی صحابیت سے بغض کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت کے مترادف ہے۔

حضرت حسین کی شہادت فسق یزید پر موقوف نہیں، اس پر کچھ کلام مفصل تحریر میں اصلی قاتلوں کی تعیین سے ہو جائے گا۔

عدل وفسق کے بجائے ہمیں سکوت اسلم واحوط معلوم ہوتا ہے۔

اہل عدل وفسق کا باہم نفرتوں کا بازار اور حق سے اخراج کتنا بڑا فسق ہے یہ خود واجب تحقیق مسئلہ ہے۔

(محمد توصیف قاسمی منتظم مرکز البحوث)

---

ایک خالص علمی بحث کو جدلی نہ بنائیں

بقلم: شمشیر حیدر قاسمی، جامعہ رحمانی مونگیر

زیر بحث قضیہ یزید سے قطع نظر! ناچیز کو حضرت علی وحسنین وجملہ اہل بیت اطہار سے عشق ہے، واقعہ کربلا جب بھی کسی کتاب میں پڑھا غیر اختیاری طور پر آنکھیں اشکبار ہوئیں، اور اہل بیت اطہار کی محبت وعقیدت میں اضافہ ہوا، دراصل حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومیت، اور ان پر ڈھائے گئے ظلم وستم کی داستان دلخراش، ہے ہی اس قدر المناک: کہ اس واقعہ کو اگر بنظر انصاف پڑھا جائے، اس پر غور کیا جائے تو بدیہی طور پر اہل بیت اطہار کی مظلومیت، ان کی حق گوئی، وحق پسندی کا نقشہ ذہن ودماغ پر چھا جاتا ہے، اور

عمرو بن زیاد کی تانا شاہی، ظلم وبربریت، درندگی وحیوانیت اور بددینی وبدتہذیبی بالکل دودو چار کی طرح آشکارا ہوکر سامنے آجاتی ہے، لیکن جب بات یزید بن معاویہ تک پہنچتی ہے، تو روایات کے تضادات اور تنوعات کی بھول بھلیوں میں ایک متلاشیِ حق عجیب شش وپنجم میں پڑ جاتا ہے، اور کسی ایک فیصلے پر بآسانی پہنچ پانا اس کے لئے ایک مشکل ترین مسئلہ بن جاتا ہے، کیوں کہ ایک طرف جب یزید کی ملوکیت میں یہ سب ہوتا نظر آتا ہے، جس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ یہ سب کچھ اس کی مرضی سے ہوا، اور یزید کا اس طرح کے واقعات کے پیچھے ہاتھ رہا ہے جس کی بنیاد پر یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ایسا شخص جس کا ہاتھ خانوادہ نبوی کو تاراج کرنے میں ہو یقیناً وہ لائق ملامت اور قابل طعن وتشنیع ہے، ایسے میں ایک عاشق خانوادہ نبوی سے جذبۂ عشق سے مغلوب ہوکر یزید کے لئے لعنت وغیرہ جیسے کلمات نکل جانا قابل تنقید نہیں بلکہ ایک امر مستحسن ہی کہا جاسکتا ہے،

مگر یہاں جب واقعہ کربلا کے بعد یزید اور یزید کے اہل خانہ کی طرف سے اہل بیت اطہار کے ساتھ حسن سلوک اور واقعہ کربلا پر کف افسوس ملنے والی روائتیں اور اہل بیت کی طرف سے یزید کے حق میں کلمات خیر کہے جانے کی روایتیں سامنے آتی ہیں تو یزید کے بارے میں عدل وانصاف کی زبان یہ صدا بلند کرنے لگتی ہے کہ:

"وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَـَٔانُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا۟ ۚ ٱعْدِلُوا۟ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ."

یہاں پر محبین بیت اطہار کی زبان رک جاتی ہے، اور طعن وتشنیع ولعنت وملامت سے سکوت اختیار کرلیتی ہے،

اب کیا جائز اور کیا ناجائز ہے؟ شاید اس کا تعلق اندرونی جذبات سے ہے، دل یہ کہتا ہے کہ ہر دو طبقہ حق پر ہیں، دلی کیفیتوں کے اعتبار سے ہر ایک کے لئے اس کے مطابق احکام ہونے چاہئیں،

بہر کیف ! یہ چند جملے بھی یوں ہی سپرد قرطاس ہو گئے، کسی کی طرفداری مقصود نہیں ہے، لیکن ایک بات ارباب علم و دانش کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ گروپ کے مباحثے و مناقشے کو بطور خاص ایسے مباحثے جن میں طرفین کے درمیان شدت پائی جاتی ہو اسے گروپ سے باہر دیگر ذرائع مثلاً فیس بک وغیرہ کے ذریعے عام نہ کیا جائے تو بہتر ہے، کیوں کہ فیس بک یا دیگر حلقوں میں عام کرنے کے بعد طرفین کے تعلق سے حامیان و شیعیان تیار ہونے لگتے ہیں، پھر بات علمی کے بجائے" جدلی" بن کر رہ جاتی ہے، اور اچھے بھلے تعلقات بدمزگیوں وغلط فہمیوں کا شکار ہو کر کشیدہ ہو جاتے ہیں۔

## حق کو اپنی پسند کے تابع نہ کریں

بقلم: مفتی شکیل منصور القاسمی

انسانی فطرت میں مقابلہ آرائی، تصادم، تقابل، تغالب، مشاجرت ومخاصمت عداوت و چپقلش داخل ہے۔ باہمی حمایت ونصرت کا جذبہ بہت کم ہے، انسانوں کے باہمی تنازعات ومخاصمات کے ازالہ اور ان کے مابین عدل وانصاف کی فراہمی کے لئے کسی ایسے نظام کی سخت ضرورت تھی جو انسانی معاشرے میں پورے اعتدال وتوازن کے ساتھ مضبوط و مستحکم اور صاف وشفاف بنیادوں پر عدل وانصاف فراہم کرسکے، جس کے ذریعے ان کے باہمی جھگڑے وقضیے چکائے جاسکیں. اسی نظام کو" نظام قضاء اور عدل وانصاف" کہتے ہیں. عدل وانصاف کا قیام ونفاذ نظام کائنات کی جان اور شہ رگ ہے، انسانی معاشرے کا لازمی عنصر اور اس کے بقاء وتحفظ کا ضامن ہے، عدل وانصاف اسلامی ریاست کی اولیں ذمہ داری ہے

حق کے مطابق فیصلہ کرنے" القضاء بالحق" کو" عدل" اور حقدار کو اس کا برابر حق دلادینے کو" قسط" کہتے ہیں. قرآن کریم کی قریب 29 مقامات میں عدل اور قریب 17

آیات میں قسط بمعنی انصاف کی اہمیت مختلف اسالیب میں بیان کی گئی ہے. عدل وانصاف کی تکمیل کے لئے ہی اللہ نے انبیاء ورسول علیہم الصلوۃ والسلام بھیجے۔ عدل وانصاف پر مبنی معاشرے کی تشکیل بعثت انبیاء کا مقصد ہے. حق کے ساتھ فیصلہ کرنا اللہ کی شان ہے، اس نے اپنے نبیوں کو بھی اسی کی ہدایت کی. نبی آخرالزماں نے نہ صرف انسانوں میں عدل وانصاف قائم کر کے دکھایا بلکہ بیشمار اصولی ہدایات عطا فرمائی ہیں جو تا قیامت انسانی معاشرے میں اعتدال وتوازن پیدا کرنے کے لئے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں، انسانی معاشرے میں عام انسانوں کے لئے اس کی شرعی حیثیت فرض کفایہ کی ہے. یعنی کچھ مسلمان اسے ادا کردیں تو بقیہ کے ذمے سے یہ فریضہ ساقط ہوجاتا ہے؛ لیکن اسلامی خلیفہ اور فرماں روا کے حق میں یہ فرض عین ہے. لوگوں کو آپسی تصادم وٹکراؤ سے بچانے، ظالم کا پنجہ مروڑنے، مظلوم کا ساتھ دینے، جھگڑوں کو چکانے اچھائیوں کا حکم اور منکرات سے روکنے جیسی حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش نظر اس کی فرضیت عمل میں آئی ہے:

وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ [المائدة: 49]

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (النور 51)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا. (النساء- 65)

إِنَّآ أَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُۚ وَلَا تَكُن لِّلۡخَآئِنِينَ خَصِيمًا (النساء- 105)

يَادَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ. (ص 26)

وإن حكمت فاحكم بينهم بالقسط إن الله يحب المقسطين. [المائدة 42].

ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الكافرون. [المائدة 44].

ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الظالمون. (المائدة 45]

ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الفاسقون. [المائدة 46]

فاحكم بينهم بما أنزل الله ولا تتبع أهواءهم عما جاءك من الحق. [المائدة48]

وأن احكم بينهم بما أنزل الله ولا تتبع أهواءهم واحذرهم أن يفتنوك عن بعض ما أنزل الله إليك [المائدة 49]

عدل وانصاف اور حکم وقضاء کی بنیاد پیش کردہ دلائل وشواہد ہے. دلائل شواہد سے ثابت شدہ حق اور سچ کے برخلاف فیصلہ دینے کی سنگینی اوپر کی آیات میں واضح ہے، دوسرے کے لئے اپنی عاقبت خراب کرنے والا "منصف" نرالا احمق ہے. اس ذیل میں اس کڑوی حقیقت کا ذکر کئے بغیر بھی نہیں رہا جاسکتا کہ ہم انسانوں کی خواہش من پسند اور مرضی کے فیصلے لینا ہوتی ہے. فراہمی انصاف میں جب شواہد سے انحراف کرکے کسی کی پسند ونا پسند کو بنیاد بنایا جانے لگے تو اسی سے معاشرے میں پریشانیوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوتا ہے. حق وسچ کو حق وسچ رہنے دیا جائے. اسے اپنی پسند، مرضی ومشیت کے تابع نہ کردیا جائے:

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى (الانعام: 152)

''انصاف کی بات کرو چاہے اس کی زد میں تمہارا رشتہ کیوں نہ آئے۔''

شکیل منصور القاسمی

مرکز البحوث الاسلامیۃ